تاریخ اشاعت: ۲۲ جون/۲۰۱۷ء ● قیمت=/5 ₹ POSTED On 20th June 2017 AT DELHI R.M.S. LICENCE NO. U (D.N.)- 41/2015-17 TO POST WITHOUT PRE PAYMENT PAGES: 12

''اس شخص سے بہتر کس کی بات ہوسکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔'' (قرآن)

شمارہ عید الفطر

سہ روزہ دعوت

नई दिल्ली दावत — نئی دہلی

DAWAT NEW DELHI www.dawatonline.com

● جلد:۶۵ ● شمارہ:۵۷ ● ۲۲ جون/۲۰۱۷ء ● پنج شنبہ ● ۲۶ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ ● قیمت =/5 ● سعودی عرب اور دیگر خلیجی ملکوں کیلئے ۲ ریال ● Vol.65 ● Issue. 57 ● 20th to 22nd June 2017 ● Published on 19th June 2017

عید الفطر امت مسلمہ کے لئے ایک پیغام اور اقوام عالم کے سامنے تہوار کا عمدہ نمونہ ہے

عمیر کوثر ندوی

عید الفطر خوشی کا دن اور جشن، فرحت و شادمانی کا تہوار ہے۔ خوشی اس بات کی کہ ایک ماہ صیام رمضان میں بسر ہوا۔ فرحت و شادمانی کا تہوار اس لئے کہ انعام میں آخرت کی رضا اور دنیا کی بھلائی کا حصول ہو رہا ہے۔ یہ دن اور یہ تہوار ہر سال آتا ہے اور ہر سال خوشیوں کا سماں بندھتا ہے۔ لیکن عید کا چاند نظر آتے ہی وہ کون سا احساس ہے جو فوری طور پر اپنا اثر دکھاتا ہے اور وہ کون سا عمل ہے جو فوری طور پر صادر ہوتا ہے۔ ماہ صیام کے گزر جانے پر اطمینان کی سانس لی جاتی ہے، روزوں کی سختیوں اور کلفتوں سے چھٹکارا ملنے پر دل کو سکون ملتا ہے۔ ایک خوشی کی لہر بدن میں دوڑ جاتی ہے اور روزے دار کو آزادی کے احساس سے ہمکنار کر جاتی ہے۔ یہ احساس جس کے اندر جس قدر قوی ہوتا ہے وہ خود کو اسی قدر زیادہ آزاد محسوس کرتا ہے۔ مسجدیں ویران اور سڑکیں آباد ہو جاتی ہیں۔ بازار چاند رات میں مرد و زن سے اٹے پڑتے ہیں، کندھے سے کندھا چھلتا ہے اور کان پڑے آواز سنائی نہیں دیتی ہے۔ ساری کی ساری رات اسی گہما گہمی میں کب گزر جاتی ہے لوگوں کو پتہ ہی نہیں چلتا۔ ڈھول، تاشے، ڈیجے اور ڈیک گلی چوراہوں میں سُر بکھیرنے لگتے ہیں۔ احساس آزادی اس حد کو پہنچ جاتا ہے کہ ایک ماہ تک منشیات کو ہاتھ نہ لگانے والے مطلوبہ شئی کے لئے بے قرار ہو جاتے ہیں۔ گیارہ ماہ کے لئے آزادی کا یہ احساس لوگوں کو فرائض کی ادائیگی اور ممنوعات کے اجتناب سے غافل کر دیتا ہے۔

ابھی ایک ماہ پہلے کی بات ہے جب ماہ رمضان کا چاند نمودار ہوا تھا۔ اس کے نظر آتے ہی جن لوگوں نے اسے دیکھا اور جن لوگوں نے نہیں دیکھا سب کے دلوں میں فرائض کی ادائیگی اور ممنوعات سے اجتناب کا احساس پیدا ہو گیا تھا۔ حالانکہ نہ منادی کی گئی تھی اور نہ ہی دنیا کی کسی طاقت نے لوگوں کو اپنی غلط

تصویر یک لخت بدل گئی تھی۔ نیک لوگوں کی نیکی میں اضافہ ہو گیا تھا اور برائی کے شکار لوگوں نے بھی برائی کو ترک کر دیا تھا اور جو پورے طور پر برائی کو ترک نہ کر سکے تھے وہ بھی اچھائیوں کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ منشیات کے عادی اور اس کے شیدائی جو سال کے گیارہ ماہ ہر سو یہ صدا لگاتے پھرتے تھے کہ ''چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی'' وہ بھی زبان حال سے اس دعا کو دہراتے ہوئے کہ ''آيِبُونَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَائِبُونَ عَابِدُونَ حَامِدُونَ لِرَبِّنَا سَاجِدُونَ'' (صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر۔ 3084)۔ انشاء اللہ ہم اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ہم توبہ کرنے والے ہیں۔ اپنے رب کی عبادت کرنے والے ہیں۔ اس کی تعریف کرنے والے اور اس کے لئے سجدہ کرنے والے ہیں'' اپنے اصلی پناہ گاہ، ملجا و ماوا، حقیقی ٹھکانے کی طرف واپس آگئے تھے اور اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے تھے۔ اس پورے ماہ انہوں نے منشیات کو ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا بلکہ بار بار وہ خود کے تائب ہونے کا اقرار کرتے رہے، اللہ کی حمد وثنا کی اور اس کے سامنے سجدہ ریز رہے۔

اس نظارہ کو دیکھنے والے کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں، فرط حیرت سے اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ جاتا ہے۔ اس کی سمجھ سے یہ بات بالاتر ہے کہ گیارہ ماہ کے گنہگار یک لخت کیسے بدل گئے، جو علی الاعلان گناہ کرتے نہ تھکتے تھے، سر راہ برائیاں کرنے میں نہ شرماتے تھے، انہیں کسی کا بھی پاس ولحاظ نہ ہوتا تھا آخر ایسا کیا ہو گیا ہے کہ وہ بدل گئے ہیں۔ اب وہ اپنے حلیہ اور برتاؤ سے شریف معلوم ہوتے ہیں۔ ان کی زبان بیہودہ گو نہیں رہی ہے بلکہ کم گو ہو گئے ہیں اور بہت سوں کی زبان تو ذکر واذکار میں مشغول ہو گئی ہے۔ وہ اس احساس سے ناآشنا ہیں جو ماہ رمضان میں ہر مومن کے

موجزن ہوتا ہے اور بے سہارا لوگوں، مسکینوں، محتاجوں، یتیموں اور بے واؤں کی خبر گیری کرتا ہے۔ صرف کلمہ گو لوگوں کی ہی نہیں بلکہ بلا استثنا سب کی مدد کرتا ہے اور سائل کی آواز پر متوجہ ہوتا ہے۔ اس ماہ کی باران رحمت سے وہ لوگ فیضاب ہوتے ہیں جو اللہ کو نہیں مانتے اور اگر اسے کسی اور نام سے پکارتے ہیں تو اس کے ساتھ انگنت معبودوں کو بھی پوجتے ہیں۔ اس ماہ خیر کا عمل کثرت سے جاری ہوتا ہے اور صدقات وخیرات بڑی تعداد میں لوگوں کے درمیان تقسیم کی جاتی ہیں۔

یہ وہ کیفیت ہے جو قلب مومن کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے اور یہ وہ معمولات ہیں جو رمضان میں پورے ماہ جاری رہتے ہیں۔ یہ کیفیت اور معمولات قلب مومن کو مسرور کرتے ہیں۔ یہ مسرت وشادمانی ماہ رمضان کے آخر میں پہنچتی ہے تو رضائے الٰہی کی امید کی کرن نمودار ہوتی ہے۔ رمضان المبارک کی آخری رات جسے چاند رات کہتے ہیں اس رات کو آسمانوں میں ''لیلۃ الجائزۃ'' انعام کی رات کہا جاتا ہے۔ اور اس کے اگلی صبح جشن، مسرت، شادمانی، خوشی، میل ملاپ اور چہل پہل کا جو سماں بندھتا ہے اس کا نام عید الفطر ہے۔ عید الفطر کے دن روزوں کا سلسلہ ختم ہوتا ہے۔ اس روز اللہ تعالیٰ بندوں کو روزہ اور عبادات رمضان کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ ''جب عید کی صبح ہوتی ہے تو اللہ رب العزت فرشتوں کو تمام شہروں کی طرف بھیجتے ہیں، وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں (راستوں) کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز سے، جس کو جن وانس کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے، پکارتے ہیں کہ اے امتِ محمدیہ! اُس رب کریم کی (بارگاہ کی) طرف چلو، جو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف فرمانے والا ہے، پھر جب لوگ عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں: کیا بدلہ ہے اُس مزدور کا جو اپنا کام پورا کر چکا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے معبود اور مالک! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کو اس کی مزدوری پوری پوری ادا کر دی جائے، تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلہ میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کر دی''۔

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے یوں مخاطب ہوتا ہے: اے میرے بندو! مانگو کیا مانگتے ہو؟ میری عزت و جلال کی قسم! آج کے دن اس (نماز عید) کے اجتماع میں اپنی آخرت کے بارے میں جو کچھ سوال کرو گے وہ پورا کروں گا اور جو کچھ دنیا کے بارے میں مانگو گے اس میں تمہاری بھلائی کی طرف نظر فرماؤں گا (یعنی اس معاملہ میں وہ کروں گا جس میں تمہاری بہتری ہو) میری عزت کی قسم! جب تک تم میرا لحاظ رکھو گے میں بھی تمہاری خطاؤں پر پردہ پوشی فرماتا رہوں گا، میری عزت وجلال کی قسم! میں تمہیں حد سے بڑھنے والوں (یعنی مجرموں) کے ساتھ رسوا نہ کروں گا، بس اپنے گھروں کی طرف مغفرت پا کر لوٹ جاؤ، تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں بھی تم سے راضی ہو گیا۔'' (الترغیب والترہیب)

جب اللہ تعالیٰ کا معاملہ یہ ہو کہ وہ عید الفطر کے دن ماہ رمضان میں اس کی طرف متوجہ ہونے والوں کی مغفرت کا اعلان کر رہا ہو، ان سے اپنی رضامندی ظاہر کر رہا ہو، یہ فرما رہا ہو کہ ''آخرت کے بارے میں جو کچھ سوال کرو گے وہ پورا کروں گا اور جو کچھ دنیا کے بارے میں مانگو گے اس میں تمہاری بھلائی کی طرف نظر فرماؤں گا'' تو اگر کوئی پورے سال اللہ کی طرف متوجہ ہو، اس کی رضا کا طلبگار رہو، اپنے معمولات کو اللہ کی ہدایات کے مطابق طے کرتا ہو، منہیات وممنوعات سے خود کو دور رکھتا ہو، پورے سال بے سہارا لوگوں، مسکینوں، محتاجوں، یتیموں اور بے واؤں کی خبر گیری کرتا ہو تو اس کی طرف اللہ کی توجہ کس قدر ہو گی اور اس کا تعلق اللہ سے کتنا مضبوط ہوگا۔ لہٰذا امت مسلمہ کو خود کو ''رمضانی مسلمان'' کہلائے جانا پسند نہ کر کے پورے طور پر اللہ کی رضا اور خوشنودی کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور خود کو دائمی طور پر مسلمان بنانے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو عید الفطر کا دن حقیقی طور پر خوشی کا دن ہوگا اور یہ تہوار حقیقی معنوں میں جشن، فرحت وشادمانی کا تہوار ہوگا۔ یہی وہ پیغام ہے جو عید الفطر امت مسلمہ کو دیا پچ چاہتی ہے اور یہ تہوار کا وہ عمدہ نمونہ ہے جو اقوام عالم کے سامنے وہ پیش کرنا چاہتی ہے۔ ●●

صدقۂ فطر

- احناف ۶۰ روپے
- اہل حدیث ۱۰۰ روپے

ایس ایس ساگر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز ہمیشہ شہر سے باہر نکل کر ادا فرماتے تھے، صرف ایک مرتبہ بارش کی وجہ سے باہر تشریف نہیں لے جاسکے، اس لئے عیدگاہ کا شہر سے باہر ہونا سنت ہے۔ اس طرح اجتماع عظیم میں شوکت اسلام کا مظاہرہ بھی ہے، مگر بڑے بڑے شہروں میں باہر نکل کر عید کی نماز پڑھنا مشکل ہے، اس لئے شہر کے اندر بڑے میدان یا بوقت ضرورت مسجد میں نماز ادا کرنا بلا کراہت جائز ہے، مگر حتی الامکان ہر محلے میں چھوٹے چھوٹے اجتماعات کی بجائے ایک مقام یا چند مقامات پر بڑے اجتماع کی کوشش کی جائے۔

نفل پڑھنا ہے مکروہ

نماز عید سے پہلے نفل پڑھنا مطلقاً مکروہ ہے، خواہ گھر میں پڑھے یا عیدگاہ میں، حتیٰ کہ عورت بھی گھر میں نفل پڑھنا چاہے تو نماز عید کے بعد پڑھے اور نماز عید کے بعد فقط عیدگاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے۔

قضا نماز پڑھنا جائز ہے

قضا نماز عید سے پہلے گھر میں پڑھ سکتے ہیں، اگر خدانخواستہ کسی کی اسی روز کی فجر کی نماز قضا ہوگئی تو نماز عید سے پہلے اس کی قضا پڑھ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں، اگرچہ صاحب ترتیب کے لئے اسے نماز عید سے پہلے پڑھنا ضروری بھی نہیں، فجر پڑھے بغیر بھی اس کی نماز عید درست ہے، اسی طرح سابقہ نمازوں کی قضا بھی نماز عید سے پہلے پڑھی جاسکتی ہے، مگر بہتر ہے کہ نماز عید کے بعد پڑھی جائے۔

نماز عید کا وقت

آفتاب طلوع ہوکر بقدر نیزہ بلند ہوجائے تو نماز عیدین کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور آفتاب ڈھلنے سے پہلے پہلے تک یعنی زوال یعنی آفتاب کے عین سر پر آنے تک رہتا ہے۔ یہ وقت ہر موسم اور علاقے کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے، کوئی ایک وقت سب جگہوں اور موسموں کیلئے نہیں بنایا جاسکتا۔ اگر دوران نماز وقت ختم ہوگیا تو نماز عید نہ ہوئی بلکہ یہ رکعتیں نفل ہوجائیں گی۔ مستحب یہ ہے کہ نماز عیدالاضحیٰ جلد ادا کی جائے تاکہ لوگ جلد قربانی کرسکیں اور نماز عیدالفطر قدرے تاخیر سے ادا کی جائے تاکہ لوگ نماز سے پہلے صدقۃ الفطر ادا کرسکیں۔ اگر شدید بارش وغیرہ کسی عذر سے نماز عیدالفطر پہلے روز ادا نہ کی جاسکی یا پڑھنے کے بعد وقت گزرنے کے بعد معلوم ہوا کہ نماز نہیں ہوئی تھی، مثلاً امام کا وضو نہ تھا یا وقت نکل جانے کے بعد پڑھی گئی تو دوسرے روز زوال آفتاب سے پہلے ادا کی جائے۔ اگر کسی عذر سے تیسرے روز تک موخر ہوگئی تو اب نماز جائز نہیں، بلا عذر دوسرے روز تک موخر کی گئی تو بھی پڑھنا جائز نہیں، البتہ نماز عیدالاضحیٰ کسی عذر سے رہ گئی تو تیسرے روز بھی زوال تک ادا کی جاسکتی ہے، بلا عذر بھی موخر کی گئی تو بھی تیسرے روز پڑھی جاسکتی ہے مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

کیا ہے طریقہ؟

صفیں اچھی طرح درست کرنے کے بعد دل میں یہ نیت کریں کہ اس امام کے اقتدا میں نماز عید ادا کرتا ہوں، زبان سے نیت کے مخصوص الفاظ ادا کرنا ضروری نہیں، بلکہ اسے ضروری سمجھنا بدعت ہے۔

کتنی ہیں رکعتیں؟

نماز عید دو رکعت ہے اور ہر رکعت میں تین تین تکبیرات زائد ہیں، پہلی رکعت میں ثنا کے بعد قرات سے پہلے اور دوسری رکعت میں قرات کے بعد رکوع سے پہلے، تمام تکبیرات میں کانوں تک ہاتھ اٹھائیں، پہلی رکعت میں دو زائد تکبیرات کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں، دوسری رکعت کی تینوں زائد تکبیرات میں ہاتھ کانوں تک لے جا کر چھوڑ دیں اور چوتھی تکبیر کہتے ہوئی رکوع میں جائیں۔

خطبہ سننا ہے واجب

سلام کے بعد تکبیرات تشریق پڑھیں، پھر اطمینان سے بیٹھ کر خطبہ سنیں، خطبہ سننا واجب ہے۔

خطبہ کا مستحب طریقہ

عموماً خطبا حضرات خطبہ کی ابتدا و انتہا میں تکبیرات نہیں کہتے یا تکبیرات تشریق ایک مرتبہ کہہ دیتے ہیں، یہ طریقہ خلاف اولیٰ ہے۔ مستحب طریقہ یہ ہے کہ پہلے خطبے کی ابتدا میں نو بار، دوسرے خطبہ کی ابتدا میں سات بار اور بالکل آخر میں چودہ بار مسلسل تکبیرات یعنی 'اللہ اکبر' کہا جائے۔

جماعت ہے شرط

اگر کوئی شخص نماز عید کی جماعت میں نہ پہنچ سکا تو اکیلے اس کی قضا نہیں پڑھ سکتا، البتہ اگر گھر لوٹ کر چار رکعت نفل پڑھ لے تو بہتر ہے۔

متعدد آدمیوں کی رہ گئی نماز

اگر کئی آدمیوں کی نماز عید رہ گئی تو کسی دوسری مسجد یا عیدگاہ میں جہاں پہلے عید کی نماز نہ ہوئی ہو اپنی الگ جماعت کر کے نماز عید پڑھ سکتے ہیں، ایسی مسجد یا عیدگاہ نہ ملے تو کسی دوسری جگہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

رہ گئیں تکبیرات

جو شخص امام کی تکبیرات سے فارغ ہوکر قرات شروع کرنے کے بعد پہنچا وہ نیت باندھ کر پہلے زائد تکبیرات کہہ لے۔ امام کو رکوع میں پایا تو اگر رکوع نکل جانے کا اندیشہ نہ ہو تو پہلے زائد تکبیرات کہے، پھر رکوع میں جائے اور اگر رکوع نکل جانے کا اندیشہ ہو تو تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں چلا جائے۔ اور ہاتھ اٹھائے بغیر رکوع ہی میں تینوں تکبیرات کہہ لے اور رکوع کی تسبیح 'سبحان ربی العظیم' بھی پڑھ لے، دونوں کا جمع کرنا ممکن نہ ہو تو صرف تکبیرات کہے، تسبیحات چھوڑ دے، تکبیرات واجب اور تسبیحات سنت ہیں، اگر تکبیرات پوری کہنے سے پہلے ہی امام نے رکوع سے سر اٹھالیا تو بقیہ تکبیرات چھوڑ کر امام کا اتباع کرے۔

امام کو دوسری رکعت کے رکوع میں پایا

اگر امام کو دوسری رکعت میں پایا تو بعینہ وہی تفصیل ہے جو اوپر درج کی گئی۔ البتہ امام کے سلام کے بعد جب فوت شدہ رکعت ادا کرے گا تو پہلے قرأت کرے، پھر تکبیرات کہے۔

نکل گئیں دونوں رکعتیں

اگر کسی کی دونوں رکعتیں نکل گئیں، سلام سے پہلے پہلے امام کے ساتھ شامل ہوگیا تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اٹھ کر حسب قاعدہ دونوں رکعتیں پڑھے اور تکبیرات اپنے اپنے مقام پر یعنی پہلی رکعت میں ثنا کے بعد قرات سے پہلے اور دوسری رکعت میں قرات کے بعد رکوع سے پہلے کہے۔ دوسری رکعت میں تکبیرات کو قرأت سے موخر کرنا واجب نہیں دوسری رکعت میں تکبیرات زائدہ کو قرات سے موخر کرنا اولیٰ ہے، واجب نہیں، لہٰذا اگر امام نے غلطی سے یہ تکبیرات قرات سے پہلے کہہ دیں تو بھی نماز بلا کراہت ہوگئی۔

تکبیرات بھول کر امام رکوع میں چلا گیا

اگر امام تکبیرات زائدہ بھول کر رکوع میں چلا گیا تو یاد آنے پر رکوع ہی میں یہ تکبیرات کہہ لے، رکوع چھوڑ کر قیام کی طرف نہ لوٹے لیکن اگر امام رکوع چھوڑ کر لوٹ آیا اور تکبیرات کہہ کر پھر رکوع کرلیا تو بھی نماز ہوجائے گی۔

ترک واجب و تاخیر فرض

عام نمازوں کی مانند جمعہ وعیدین میں بھی ترک واجب و تاخیر فرض سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے، لیکن نماز جمعہ وعیدین میں بلکہ کسی بھی نماز میں مجمع بہت زیادہ ہو اور سجدہ سہو کرنے سے لوگوں میں فساد و انتشار کا اندیشہ ہو تو بہتر ہے کہ سجدہ سہو نہ کیا جائے۔

جو شخص بیرون ملک نماز عید پڑھ کر آیا

اگر کوئی شخص کسی بیرونی ملک میں نماز عید پڑھ کر آیا تو اپنے وطن پہنچ کر وہ نماز عید کی امامت کرسکتا ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ عید کی امامت نہ کرے بلکہ بصورت اقتدا نماز عید ادا کرے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم بالصواب! ●●

عیدالفطر — شکر اور احسان کا دن

محمد معاذ
سب ایڈیٹر 'رفیق منزل'

انسان کے مزاج میں یہ عنصر شامل ہے کہ وہ کسی کام کی تکمیل پر خوشی محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی نعمت چھن جاتی ہے یا محنت رائیگاں جاتی ہے تو اسے دکھ ہوتا ہے۔ ایک طالب علم کو اس وقت مسرت ہوتی ہے جب وہ امتحان میں کامیاب ہوجاتا ہے۔ ایک مزدور یا کسان اس وقت خوش ہوجاتا ہے جب اس کی محنت کا پھل مزدوری یا لہلہاتی کھیتیوں کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ انسانی سماج میں خوشی اور غم کے موقعوں پر مختلف قسم کے رویے سامنے آتے ہیں۔ کچھ لوگ خوشی کے لحات میں آپے سے باہر ہوجاتے ہیں جبکہ رنج والم کے وقت اپنے آپ کو یہاں تک کہ اپنے خدا کو کوسنے لگتے ہیں۔ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان کا رویہ مومنانہ اور اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کا رویہ ہے۔ قرآن حکیم ان دونوں ہی رویوں (attitudes) کو یوں بیان کرتا ہے: ''اگر کبھی ہم انسان کو اپنی نعمت سے نوازنے کے بعد پھر اس سے محروم کردیتے ہیں تو وہ مایوس ہوتا ہے اور ناشکری کرنے لگتا ہے۔ اور اگر اس مصیبت کے بعد جو اس پر آئی تھی، ہم اسے نعمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو کہتا ہے میرے تو سارے دلدر دور ہوگئے۔ پھر وہ پھولے نہیں سماتا اور اکڑنے لگتا ہے۔ اس عیب سے پاک اگر کوئی ہیں تو بس وہ لوگ جو صبر کرنے والے اور نیکوکار ہیں اور وہی ہیں جن کے لئے درگزر بھی ہے اور بڑا اجر بھی''۔ (سورہ ہود:۹ تا ۱۱)

معلوم ہوا کہ نعمت ملنے پر شکر مطلوب ہے جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر ان الفاظ میں شکر ادا کیا، قرآن حکیم ان کے شکر کے کلمات کو نقل کرتا ہے: ''اے میرے رب مجھے قابو میں رکھ کہ میں تیرے احسان کا شکر ادا کرتا رہوں جو تونے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا ہے اور ایسا عمل صالح کروں جو تجھے پسند آئے اور اپنی رحمت سے مجھ کو اپنے صالح بندوں میں داخل کر''۔ (سورہ النمل:۱۹) اسی طرح غم اور دکھ کے وقت بھی رب کائنات کا شکر اور صبر کا رویہ مطلوب و مقصود ہے۔

عیدالفطر شکر کا دن ہے

اہل ایمان پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا سب سے بڑا احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی نعمت عظمیٰ قرآن حکیم سے نوازا اور اس پر ایمان لانے کی توفیق دی۔ حق تعالیٰ شانہٗ کا یہ بھی بڑا کرم ہے کہ اس نے انسان کے تزکیہ نفس کے لئے ایک الٰہی پروگرام ترتیب دیا تاکہ وہ مطلوبہ اوصاف پروان چڑھ سکیں جو ابن آدمؑ کے لئے دنیا وآخرت کی کامرانی کیلئے اشد ضروری ہیں۔ ان اوصاف میں بنیادی صفت ''تقویٰ'' ہے جو تمام نیک اعمال کا سبب ہے۔ یہ مالک کائنات کا اعلان ہے کہ ''جو کوئی اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے وہ اس کے لئے (مشکلات سے) نکلنے کی راہ مہیا کردیا کرتا ہے اور ایسے ذرائع سے روزی بہم پہنچاتا ہے جن کا اسے گمان تک نہیں ہوتا۔ (سورہ الرعد:۲۸)

تقویٰ کی صفت پروان چڑھانے کا بہت موزوں ذریعہ رمضان المبارک کے روزے ہیں جو اہل ایمان پر فرض کردیے گئے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے: ''روزہ تمہارے اوپر فرض کیا گیا ہے جس طرح کہ پچھلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا''۔ (سورہ البقرہ:۱۸۳)

عیدالفطر کا دن اس بات کی خوشی کا موقع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی کہ ہم نے اس کی ہدایت (قرآن) سے فائدہ اٹھانے کے لئے اپنے آپ کو کسی حد تک تیار کیا۔ اس خوشی کا اظہار اس شکل میں کیا جاتا ہے کہ اہل ایمان اجتماعی نماز ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اعلان کرتے ہیں۔ اس واقعے کا اعلان اپنے قول وعمل سے کرتے رہیں کہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ ہی کی تسبیح اور حمد ہر چیز بیان کررہی ہے۔ یہاں تک کہ وہ پرندے بھی جو فضا میں پرواز کرتے ہوئے روز وشب دکھائی دیتے ہیں۔ اجتماعی عبادت، نماز دوگانہ کی شکل میں انجام دیتے ہوئے اہل ایمان اس عزم مصمم کا اظہار زبان حال سے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کو غالب کرنے کی اجتماعی جدوجہد کریں گے اور اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے ہوئے گزاریں گے۔ شکر کے اس موقع پر اہل ایمان ایک دوسرے سے معانقہ کر کے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اس بات کی مبارکباد کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی اور رمضان المبارک کے نادر موقع کا خوب فائدہ اٹھایا اور آئندہ بھی وہ اپنے رب کے ہر حکم کے آگے سر تسلیم خم کرنے کے لئے تیار ہیں۔

عیدالفطر کا دن اس حقیقت کا اظہار ہے کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں اور سارے انسان برابر ہیں۔ اگر کوئی امتیاز ہے تو اس کی بنیاد تقویٰ ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللہِ اَتْقٰکُمْ۔ (الحجرات)

عیدالفطر یوم احتساب

عیدالفطر ہر سال اس افسوسناک حقیقت کا ادراک کراتا ہے کہ ہمارے درمیان ایسے بہت سے بندگانِ خدا ہیں جو اللہ رحمٰن ورحیم کے ناشکرے اور احسان فراموش ہیں۔ جن کا لائف اسٹائل اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ وہ اپنے دعوائے ایمان میں بڑی حد تک جھوٹے ہیں۔ حالانکہ اہل ایمان کا طریق زندگی تو یہ ہے کہ ''اس شخص سے بہتر اور کس کا طریق زندگی (دین) ہوسکتا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے آگے سر تسلیم خم کردیا اور اپنا رویہ نیک رکھا''۔ (سورۃ النساء:۱۲۵)

اس آیت کی روشنی میں ہمیں بار بار اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ عیدالفطر رب کائنات کے رحمان ورحیم ہونے کی دلیل ہے کہ وہ ان لوگوں کو بھی خوشی کے اس موقع پر سنبھلنے کا موقع فراہم کرتا ہے جنھوں نے رمضان المبارک کے بابرکت مہینے سے ذرا بھی فائدہ نہیں اٹھایا۔ جن کے شب وروز رمضان المبارک کے مہینے میں بھی معصیت کی داستان رقم کرتے رہے۔ رمضان المبارک کے مہینے میں جب بندگانِ خدا اللہ تعالیٰ کی کتاب کی آیات کی تلاوت میں اپنی راتیں بسر کررہے تھے اور اپنے باطن کو اس کتاب ہدایت سے منور کررہے تھے۔ انھوں نے قرآن کریم کا ایک لفظ بھی پڑھنا گوارا نہ کیا۔ قرآن ایسے افراد کو ان الفاظ میں جھنجھوڑتا ہے۔

''یہ (قرآن) رب العالمین کا نازل کردہ ہے پھر کیا اس کلام کے ساتھ تم بے اعتنائی برتتے ہو اور اس نعمت میں اپنا حصہ تم نے یہ رکھا ہے کہ اسے جھٹلاتے ہو''۔ (سورہ الواقعہ:۸۱۔۸۲) عیدالفطر کا دن اس بات پر غور وفکر کی دعوت دیتا ہے کہ ہم نے اس نعمت سے کتنا فائدہ اٹھایا جتنا قرآن حکیم ہم نے پچھلے برس سمجھا تھا اس پر کس حد تک عمل پیرا ہوسکے۔ مثلاً قرآن حکیم تاکید کرتا ہے کہ نماز قائم کرو۔ کیا ہماری نمازیں پچھلے رمضان المبارک کے مہینے سے لے کر اب تک باقاعدہ ادا ہوتی رہیں؟ عیدالفطر کے دن عید کی نماز دوگانہ ادا کرنے کے لئے فرزندانِ توحید کا ایک جم غفیر عیدگاہ اور مساجد کا رخ کرتا ہے اور چندلحات بعد جب اللہ تعالیٰ کا منادی صلوٰۃ ظہر کے لئے پکارتا ہے تو بہت سے مسلمانوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ شکر ادا کرنے والے اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور کبریائی بیان کرنے والے افراد کا یہ رویہ ہر سال ہماری نظروں کے سامنے آتا ہے۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ اگر رمضان المبارک کے اختتام کے بعد پہلا ہی دن اللہ تعالیٰ کی ناشکری میں گزار اتو پھر کیا توقع کی جاسکتی ہے کہ پورے سال ہمارا تعلق اللہ تعالیٰ سے مضبوط رہے گا؟ عیدالفطر کے دن بعض نادان لوگوں کی جانب سے عیاشی اور فسق وفجور کا اہتمام کیا جاتا ہے اور بہت سے وہ بندگانِ خدا بھی ان کاموں میں ملوث پائے جاتے ہیں جنھوں نے راتوں میں جاگ کر اور دن میں روزوں کا اہتمام کر کے حصول ''تقویٰ'' کی سعی جہد کی ہوتی ہے۔ عیدالفطر کا دن رجوع الی اللہ کا موقع فراہم کرتا ہے ان تمام بندگانِ خدا کے لئے جو اپنے رب کے بتائے ہوئے راستے کو اختیار کرنا چاہتے ہیں۔

عیدالفطر کا پیغام

عیدالفطر کا دن ہمیں یہ احساس دلاتا ہے کہ روئے زمین پر بہت سے بندگانِ خدا اللہ واحد القہار کی بڑائی اور حمد بیان کرنے کے بجائے بہت سے فرضی معبودوں کے آگے سجدہ ریز ہیں۔ بہت سے ناخداؤں کی کشتی پر سوار ہوکر اپنے ڈوبنے کا سامان کررہے ہیں۔ لہٰذا اٹھو اور اللہ تعالیٰ کے بندوں تک ان کے رب کا پیغام پہنچادو تاکہ وہ بھی تمہارے ساتھ اس دنیا میں بھی خوشیاں مناسکیں اور دوسری دنیا (جنت) میں بھی خوشیوں کے ساتھ رہیں۔ عیدالفطر کا دن ہمیں یہ موقع دیتا ہے کہ ہم بندگانِ خدا کو یہ بتائیں کہ سچی خوشی کا احساس اللہ تعالیٰ کی عبادت سے ہوتا ہے اور دلوں کا اطمینان بھی اسی کی یاد میں پوشیدہ ہے۔ ''خبردار رہو! اللہ تعالیٰ کی یاد ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوا کرتا ہے۔ پھر جن لوگوں نے دعوتِ حق کو مانا اور نیک عمل کئے وہ خوش نصیب ہیں اور ان کے لئے اچھا انجام ہے''۔ (الرعد:۲۸۔۲۹)

09891097859

مسلم ملکوں کی باہمی کشیدگی کے ماحول پر جماعت اسلامی ہند کا اظہار تشویش

نئی دہلی۔ عرب اور خلیجی ممالک کے درمیان پیدا شدہ اختلاف اور ناراضی کے ماحول پر اپنے شدید رنج واضطراب اور تشویش کا اظہار کرتے ہوئے امیر جماعت اسلامی ہند مولانا سید جلال الدین عمری نے اس امید ویقین کا اظہار کیا کہ سعودی عرب، قطر اور دیگر مسلم ملکوں کے درمیان جو غلط فہمیاں اور بدگمانیاں ہیں، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں افہام وتفہیم کے ذریعے فوری طور پر حل کرلی جائیں گی اور ان ملکوں کے مابین پہلے کی طرح رفاقت و ہم آہنگی کی فضا قائم ہوجائے گی۔ مولانا عمری نے اس بات پر اطمینان کا اظہار کیا کہ برادر ملکوں کے درمیان پیدا شدہ فاصلوں کو ختم کرنے کے لئے بعض مسلم ملکوں نے برادرانہ خیرخواہی کا اظہار کرتے ہوئے اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ خدا کرے کہ یہ پیش قدمی کشیدہ ماحول کو خوشگوار بنانے میں معاون ومددگار ہو۔ امیر جماعت نے مسلم ممالک کو یہ خیرخواہانہ اور برادرانہ مشورہ دیا کہ استعماری طاقتیں اپنی ذاتی اغراض ومفادات کے لئے مسلم ممالک میں کشیدگی و انتشار کا ماحول پیدا کرنا، ان کو باہم لڑانا، ہتھیاروں کے بڑے بڑے سودے کر کے دولت کو سمیٹنا، مختلف ذرائع سے ان کے قدرتی اثاثوں پر قبضہ کرنا اور ان سب کے ساتھ صیہونیت کو تحفظ فراہم کرنا، اپنا ہدف بنائے ہوئے ہیں۔ ان فتنہ پردازیوں سے مومنانہ بصیرت اور حکمت کے ساتھ مسلم ممالک کو محفوظ رکھنے کی ضرورت ہے۔

مولانا عمری نے آخر میں پھر اس امید کا اظہار کیا کہ برادر مسلم ممالک اپنے درمیان کے فاصلوں کو خیرسگالی اور محبت کے جذبے سے ختم کرلیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان ملکوں پر اپنی مزید رحمتیں نازل فرمائے۔

سونے یا چاندی کے زیورات پر زکوٰۃ واجب ہے

محمد نجیب قاسمی سنبھلی

خیر القرون سے عصر حاضر تک کے جمہور علماء وفقہاء ومحدثین قرآن وحدیث کی روشنی میں عورتوں کے سونے یا چاندی کے استعمالی زیور پر وجوب زکوٰۃ کے قائل ہیں، اگر وہ زیور نصاب کے مساوی یا زائد ہو اور اس پر ایک سال بھی گزر گیا ہو، جس کے مختلف دلائل پیش کئے جاتے ہیں:

قرآن وسنت کے وہ عمومی حکم جن میں سونے یا چاندی پر بغیر کسی (استعمالی یا غیر استعمالی) شرط کے زکوٰۃ واجب ہونے کا ذکر ہے اور ان آیات واحادیث شریفہ میں زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے پر سخت ترین وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ متعدد آیات واحادیث میں یہ عموم ملتا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جو لوگ سونا یا چاندی جمع کرکے رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (یعنی زکوٰۃ نہیں نکالتے) سو آپ ان کو ایک بڑے دردناک عذاب کی خبر سنادیجئے، جو اس روز واقع ہوگا کہ ان (سونے وچاندی) کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر ان سے لوگوں کی پیشانیوں اور ان کی کروٹوں اور ان کی پشتوں کو داغا جائے گا۔ اور یہ جتایا جائے گا کہ یہ وہ ہے جس کو تم اپنے واسطے جمع کرکے رکھتے تھے۔ سو اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔ (سورۃ التوبہ ۳۴، ۳۵) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس مال کی زکوٰۃ ادا کردی جائے وہ کنز تم (جمع کئے ہوئے) میں داخل نہیں ہے۔ (ابوداود، مسند احمد) غرضیکہ جس سونے وچاندی کی زکوٰۃ ادا نہیں کی جاتی ہے، کل قیامت کے دن وہ سونا وچاندی آخرت میں دردناک عذاب کا سبب بنے گا۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص جو سونے یا چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق (یعنی زکوٰۃ) ادا نہ کرے تو کل قیامت کے دن اس سونے وچاندی کے پترے بنائے جائیں گے اور ان کو جہنم کی آگ میں ایسا تپایا جائے گا گویا کہ وہ خود آگ کے پترے ہیں۔ پھر اس سے اس شخص کا پہلو، پیشانی اور کمر داغ دی جائے گی اور قیامت کے پورے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی، بار بار اسی طرح تپا تپا کر داغ دئے جاتے رہیں گے، یہاں تک کہ ان کے لئے جنت یا جہنم کا فیصلہ ہوجائے۔ (مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب فیمن لا یؤدی الزکوٰۃ) اس آیت اور حدیث میں عمومی طور پر سونے یا چاندی پر زکوٰۃ کی عدم ادائیگی پر دردناک عذاب کی خبر دی گئی ہے خواہ وہ استعمالی زیور ہوں یا تجارتی سونا وچاندی۔ نیز قرآن کریم میں کسی ایک جگہ بھی استعمالی زیور کا استثنیٰ نہیں کیا گیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی جو دو سونے کے بھاری کنگن پہنے ہوئے تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس عورت سے کہا کہ کیا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس عورت نے کہا: نہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم چاہتی ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے کل قیامت کے دن آگ کے کنگن تمہیں پہنائے۔ تو اس عورت نے وہ دونوں کنگن اتار کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے لئے پیش کردئے۔ (ابوداود، کتاب الزکوٰۃ، باب الکنز ما ہو وزکوٰۃ الحلی) شارح مسلم امام نووی ؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے ہاتھ میں چھلا دیکھ کر مجھ سے کہا کہ اے عائشہ! یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میں نے آپ کے لئے زینت حاصل کرنے کی غرض سے بنوایا ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے کہا: کیا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ میں نے کہا: نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تو پھر یہ تمہیں جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔ (ابوداود ۲۴۴/۱، دار قطنی) محدثین کی ایک جماعت نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ امام خطابیؒ نے (معالم السنن ۱۷۶/۳) میں ذکر کیا ہے کہ غالب گمان یہ ہے کہ چھلا تنہا نصاب کو نہیں پہنچتا، اس کے معنی یہ ہیں کہ اس چھلے کو دیگر زیورات میں شامل کیا جائے، نصاب کو پہونچنے پر زکوٰۃ کی ادائیگی کرنی ہوگی۔ امام سفیان ثوریؒ نے بھی یہی توجیہ ذکر کی ہے۔

حضرت اسماء بنت زید رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں اور میری خالہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، ہم نے سونے کے کنگن پہن رکھے تھے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے کہا: کیا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ ہم نے کہا: نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم ڈرتی نہیں کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے آگ کے کنگن تمہیں پہنائے؟ لہٰذا ان کی زکوٰۃ ادا کرو۔ (مسند احمد) محدثین کی ایک جماعت نے حدیث کو اس صحیح قرار دیا ہے۔ متعدد احادیث صحیحہ میں زیورات پر زکوٰۃ کے واجب ہونے کا ذکر ہے۔

استعمالی زیور میں زکوٰۃ واجب نہ قرار دینے والے حضرات عموماً دو دلیلیں پیش کرتی ہے۔ (۱) عقلی دلیل: اللہ تعالیٰ نے اسی مال میں زکوٰۃ کو واجب قرار دیا ہے جس میں بڑھوتری کی گنجائش ہو، جبکہ سونے اور چاندی کے زیورات میں بڑھوتری نہیں ہوتی۔ لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ زیورات میں بھی بڑھوتری ہوتی ہے چنانچہ سونے کی قیمت کے ساتھ زیورات کی قیمت میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ (۲) چند احادیث وآثار صحابہ: وہ سب کے سب ضعیف ہیں جیسا کہ محدثین نے دلائل کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے مشہور تابعی وفقیہ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور علماء احناف کا قرآن وحدیث کی روشنی میں یہی موقف ہے کہ استعمالی زیور پر زکوٰۃ واجب ہے۔ ہند وپاک کے جمہور علماء کرام نے بھی قرآن وحدیث کی روشنی میں یہی تحریر کیا ہے کہ استعمالی زیورات میں نصاب کو پہنچنے پر زکوٰۃ واجب ہے۔ سعودی عرب کے سابق مفتی اعظم شیخ عبد العزیز بن بازؒ کی بھی قرآن وسنت کی روشنی میں یہی رائے ہے کہ استعمالی زیور پر زکوٰۃ واجب ہے۔

اس مسئلہ میں بعض علماء کی ایک جماعت نے اختلاف ضرور کیا ہے، لیکن اس حقیقت کا کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ قرآن کریم میں جہاں کہیں بھی سونے یا چاندی پر زکوٰۃ کی ادائیگی نہ کرنے پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں کسی ایک جگہ بھی استعمالی یا تجارتی سونے میں کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے۔ نیز استعمالی زیور کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ کرنے کے لئے کوئی ناقابل نقد وجرح حدیث احادیث کے ذخیرہ میں نہیں ملتی ہے، بلکہ بعض احادیث صحیحہ استعمالی زیور پر زکوٰۃ واجب ہونے کی واضح طور پر رہنمائی کررہی ہیں۔ نیز استعمالی زیور پر زکوٰۃ کے واجب قرار دینے کے لئے اگر کوئی حدیث نہ بھی ہو تو قرآن کریم کے عمومی حکم کی روشنی میں ہمیں ہر طرح کے سونے وچاندی پر زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے خواہ اس کا تعلق استعمال سے ہو یا نہیں، تاکہ کل قیامت کے دن رسوائی، ذلت اور دردناک عذاب سے بچ سکیں۔ نیز استعمالی زیور پر زکوٰۃ کے واجب قرار دینے میں غریبوں، مسکینوں، یتیموں اور بیواؤں کا فائدہ ہے تاکہ دولت چند گھروں میں نہ سمٹے بلکہ ہم اپنے معاشرہ کو اس رقم سے بہتر بنانے میں مدد فراہم کریں۔

وہ مذکورہ بالا احادیث جن میں نبی اکرم ﷺ نے استعمالی زیور پر بھی وجوب زکوٰۃ کا حکم دیا ہے، ان کے صحیح ہونے پر محدثین کی ایک جماعت متفق ہے۔ لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ ہم استعمالی زیور پر بھی زکوٰۃ کی ادائیگی کریں تاکہ زکوٰۃ کی ادائیگی نہ کرنے پر قرآن وحدیث میں جو سخت ترین وعیدیں وارد ہوئی ہیں ان سے ہماری حفاظت ہوسکے۔ نیز ہمارے مال میں پاکیزگی کے ساتھ اس میں نمو اور بڑھوتری اسی وقت پیدا ہوگی جب ہم مکمل زکوٰۃ کی ادائیگی کریں گے، کیونکہ زکوٰۃ کی مکمل ادائیگی نہ کرنے پر مال کی پاکیزگی اور بڑھوتری کا وعدہ نہیں ہے۔ اسلاف کی زندگیوں کے احوال پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تو اپنی ضروریات کے مقابلے میں دوسروں کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں اپنی دنیا وآخرت کی کامیابی سمجھتے تھے اور اپنے مال کا ایک بڑا حصہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے تھے۔ تاریخی کتابیں ایسے واقعات سے بھری ہوئی ہیں۔ اس وقت امت مسلمہ کا بڑا طبقہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے بھی تیار نہیں ہے چہ جائیکہ دیگر صدقات وخیرات وتعاون سے اپنے غریب بھائیوں کی مدد کرے، لہٰذا استعمالی زیور پر زکوٰۃ نکالنے میں ہی احتیاط ہے تاکہ ہم دنیا میں غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کی مدد کرکے کل قیامت کے دن نہ صرف عذاب سے بچ سکیں، بلکہ اجر عظیم کے بھی مستحق بنیں۔

اگر زیورات استعمال کے لئے نہیں ہیں بلکہ مستقبل میں کسی تنگ وقت میں کام آنے (مثلاً بیٹی کی شادی وغیرہ) کے لئے رکھے ہوئے ہیں یا سال سے زیادہ ہوگیا اور ان کا استعمال بھی نہیں ہوا، تو اس صورت میں سونے کے زیورات پر زکوٰۃ کے واجب ہونے پر تمام علماء کرام کا اتفاق ہے، یعنی امت مسلمہ کا دوسرا مکتب فکر بھی متفق ہے۔ زیورات کے زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت پرانے سونے کے بیچنے کی قیمت کا اعتبار ہوگا۔ یعنی آپ کے پاس جو سونا موجود ہے اگر اس کو مارکیٹ میں بیچیں تو وہ کتنے میں فروخت ہوگا اس قیمت کے اعتبار سے زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔ Diamond پر زکوٰۃ واجب نہ ہونے پر امت مسلمہ متفق ہے، کیونکہ شریعت اسلامیہ نے اس کو قیمتی پتھروں میں شمار کیا ہے۔ ہاں اگر یہ تجارت کی غرض کے لئے ہوں تو پھر نصاب کے برابر یا زیادہ ہونے کی صورت میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اگر کسی شخص کے پاس سونے یا چاندی کے علاوہ نقدی یا بینک بیلینس بھی ہے تو ان پر بھی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی، البتہ دو بنیادی شرطیں ہیں: ۱۔ نصاب کے مساوی یا زائد ہو۔ ۲۔ ایک سال گزر گیا ہو۔ ●●

قرآنِ مجید کی فضیلت واہمیت

قرآن مجید اللہ کی سچی کتاب ہے۔ یہ اللہ کا پیغام اپنے بندوں کے نام ہے، اس سے ایمان بڑھتا ہے اور دلوں کے زنگ اترتے ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کرنا باعث برکت اور ثواب ہے۔ مگر افسوس کا مقام ہے کہ ہماری اکثریت تلاوت قرآن مجید سے غافل ہے۔ دنیا کے کاموں میں اپنا وقت لگانے سے گریز کرتے ہیں جبکہ تلاوت قرآن کے لئے وقت نہیں ملتا کا بہانہ کیا جاتا ہے۔ یقین جانیں تلاوت قرآن پاک سے اللہ وقت میں برکت ڈالتا ہے۔ آج سے یہ عہد کریں کہ انشاء اللہ قرآن مجید کی تلاوت کے لئے روزانہ وقت نکال کر کم ازکم دو تین رکوع تلاوت کریں گے اور اس کو سمجھیں گے۔ اس کو ترجمہ کے ساتھ پڑھیں تاکہ پتہ چلے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کیا فرماتا ہے۔

قرآن کی تلاوت کی فضیلت کے بارے میں قرآن وسنت کی روشنی میں جانتے ہیں۔ رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم قرآن پڑھو اس لئے کہ قرآن قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا"۔ [مسلم]۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ قرآن کی سفارش کو قبول کیا جائے گا۔ قرآن کو پڑھنے کے بعد اس کو اپنی عملی زندگی میں لانے والوں کے لئے بھی جھگڑا کرے گا اور نجات دلائے گا۔ رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے دن قرآن اور قرآن والے جو اس پر عمل کرتے تھے، ان کو لایا جائے گا۔ سورۂ بقرہ اور آل عمران پیش پیش ہوں گی اور اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی"۔ [مسلم]۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن پڑھا اور اس کو پڑھایا"۔ [بخاری]۔

قرآن کو جو لوگ مضبوطی سے تھام لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو بلند کردیتا ہے۔ وہ دنیا میں بھی عزت حاصل کرتا ہے اور آخرت میں جنت میں داخل ہوگا۔ انشاء اللہ۔ جو قرآن کی تلاوت اور تعلیمات سے دور ہوتے ہیں اور اپنی زندگی اپنی مرضی اور چاہت سے بسر کرتے ہیں تو پھر ایسوں کو اللہ ذلیل وخوار کردیتا ہے۔ چنانچہ نبی اکرم صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس کتاب [قرآن مجید] کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو سربلند فرمائے گا اور دوسروں کو ذلیل کرے گا"۔ [مسلم]۔

قرآن مجید کی تلاوت کرنے سے ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں ملتی ہیں۔ قیامت کے روز انسان ایک نیکی کے لئے مارا مارا پھرے گا۔ لہٰذا نیکیوں کے حصول کے لئے تلاوت قرآن پاک کو معمول بنانا چاہیے۔

رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف تلاوت کیا، اس کو ایک نیکی ملے گی اور [اس ایک] نیکی کا بدلہ کم ازکم دس گنا ہے۔ میں نہیں کہتا کہ [الم] ایک حرف ہے لیکن الف ایک حرف، لام، دوسرا اور میم تیسرا حرف ہے"۔ [ترمذی] قرآن کو یاد کرنا اور اس کو حفظ کرکے اپنے سینے میں محفوظ کرنا سعادت مندی ہے۔

اسلام کمزور طبقات کے حقوق کا محافظ

پہلے حکمرانوں کو آمرانہ اختیارات حاصل تھے اور عوام ان کے رحم وکرم پر زندگی گزارتے تھے۔ آہستہ آہستہ عوام میں سیاسی شعور بیدار ہوا۔ بنیادی انسانی حقوق کے سلسلے میں ان میں بیداری آئی۔ انھوں نے ان کے حصول کے لئے تحریکیں برپا کیں۔ اس کے نتیجے میں عوام طاقتور ہوتے گئے اور بالآخر انہیں اقتدار میں شریک کرلیا گیا اور ممالک کے دستوروں میں تحفظِ حقوق کی ضمانتیں فراہم کی گئیں، لیکن طرفہ تماشا یہ ہے کہ انسانوں کے بنائے ہوئے یہ دستور ان کے ہاتھوں میں بازیچہ اطفال بنے رہتے ہیں۔ حکمراں جب چاہتے ہیں ہنگامی حالات کا بہانہ کرکے دستور کو معطل کردیتے ہیں، شہری آزادیوں کو سلب کرلیتے ہیں اور بنیادی حقوق کی سنگین خلاف ورزیاں کرتے ہیں۔ کسی فرد کو یہ حق نہیں ہوتا کہ وہ غصب شدہ حقوق کے حصول کے لئے قانونی چارہ جوئی کرسکے۔ مزید برآں بنیادی حقوق کا یہ تصور اہل مغرب کے نزدیک نیشنلزم پر مبنی ہے۔ مغربی ممالک جو حقوق اپنی قوم کے لئے تسلیم کرتے ہیں انہیں دوسری قوموں کو دینے پر تیار نہیں ہوتے۔ جو حقوق برطانوی شہریوں کو حاصل تھے، برطانیہ کی نوآبادیات کے رہنے والے ان سے محروم تھے۔ امریکہ میں سیاہ فام لوگوں کو سفید فام لوگوں کے مساوی حقوق حاصل نہیں تھے۔ امریکہ نے افغانستان کے جن معصوموں کو دہشت گردی کا الزام لگا کر گوانتاناموبے میں قید کررکھا، انہیں وہ حقوق نہیں دے گئے جن سے امریکی جیلوں میں قید ملزمین بہرہ ور ہیں۔ ٹیلی ویژن پر چند امریکی فوجی قیدیوں کی تصویریں مغربی ایوانوں میں زلزلہ پیدا کردیتی ہیں۔ لیکن ہزاروں عراقی قیدیوں کی ٹیلی ویژن پر بار بار نمائش، ان کے بنیادی انسانی حقوق کی پامالی اور ان پر لرزہ خیز مظالم سے کسی کے کانوں پر جوں نہیں رینگتی۔

انسانی حقوق کے سلسلے میں اسلام کو متعدد پہلوؤں سے امتیاز حاصل ہے، جو حقوق آج انسانوں کو طویل جدوجہد اور کشمکش کے بعد حاصل ہوتے ہیں، اسلام نے آج سے ساڑھے چودہ سو سال قبل ان کا اعلان کیا تھا اور ریاست کو ان کی ادائیگی کا پابند بنایا تھا:

''امام، جو لوگوں پر حکمرانی کررہا ہے وہ ان کا نگراں ہے اور اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا''۔ (بخاری ومسلم)

اسلام کے عطا کردہ یہ حقوق نہ کبھی منسوخ ہوسکتے ہیں نہ انہیں کسی حال میں معطل کیا جاسکتا ہے، حتیٰ کہ دشمنوں اور جنگی قیدیوں کو بھی ان سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔

''اللہ تعالیٰ کی باتوں کو بدلنے کی کسی میں طاقت نہیں ہے''۔ (الانعام: ۳۴)

اسلام کے نزدیک تمام انسان ان حقوق سے بہرہ ور ہوں گے، خواہ ان کا تعلق کسی بھی نسل سے ہو، کوئی بھی زبان بولتے ہوں اور کسی بھی خطے کے رہنے والوں ہوں:

''نہ عربی کو عجمی پر فضیلت ہے، نہ عجمی کو عربی پر، نہ گورے کو کالے پر نہ کالے کو گورے پر، سوائے تقویٰ کے''۔ (احمد)

بنیادی حقوق سے کمزور ہمیشہ محروم رکھے گئے ہیں، خواہ وہ کمزور حکومتیں ہوں یا کمزور قومیں، سماج کے کمزور طبقات ہوں یا کمزور افراد۔ طاقتوروں نے اپنی طاقت اور قوت کے غرور اور نشے میں ہمیشہ انہیں دبایا اور کچلا ہے۔ علامہ اقبال نے صحیح کہا ہے ؎

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

اسلام کمزوروں کے حقوق کا محافظ بن کر سامنے آتا ہے۔ وہ تفصیل سے ان کے حقوق بیان کرتا اور انہیں ادا کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ حقوق اللہ تعالیٰ نے لازم کئے ہیں، اس لئے اگر کسی نے ان کی ادائی میں کوتاہی کی یا انہیں پامال کیا تو اللہ تعالیٰ اس پر اس کی سخت بازپرس کرے گا۔

سماج کا سب سے کمزور طبقہ عورتوں کا ہے۔ وہ ہر دور میں اپنے بہت سے حقوق سے محروم رہی ہیں اور آج بھی تمام تر ترقیوں اور روشن خیالیوں کے باوجود استحصال کا شکار ہیں۔ پہلے انہیں مردوں کا ضمیمہ سمجھا جاتا تھا اور آج بھی انہیں نصف بہتر Half Better کہا جاتا ہے۔ پہلے انہیں میراث سے محروم

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

رکھا گیا تھا اور آج بھی ان کا یہ حق تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔ پہلے لڑکی کی پیدائش کو نحوست خیال کیا جاتا تھا اور اس کی خبر پورے خاندان کو سوگوار کردیتی تھی اور آج بھی جدید ترین ٹیکنالوجی کے ذریعے اس کی پیدائش روکنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اسلام نے عورت کو مستقل شخصیت سے نوازا اور اسے مردوں کے مساوی حیثیت دیا۔ اس نے میراث میں مردوں کی طرح عورتوں کا بھی حصہ متعین کیا:

''مردوں کے لئے اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتے داروں نے چھوڑا ہو اور عورتوں کے لئے بھی اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتے داروں نے چھوڑا ہو، خواہ تھوڑا ہو یا بہت اور یہ حصہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مقرر ہے''۔

اس نے نکاح میں عورت کی مرضی اور اجازت کو ضروری قرار دیا: ''شوہر دیدہ (بیوہ یا مطلقہ) عورت کا نکاح نہیں کیا جائے گا جب تک کہ اس کی رائے معلوم نہ کرلی جائے اور باکرہ (دوشیزہ) کا نکاح نہیں کیا جائے گا جب تک کہ اس سے اجازت نہ لے لی جائے''۔ (بخاری ومسلم)

اس نے مہر کو عورت کا حق قرار دیا اور مرد پر اس کی ادائیگی کو لازم کیا:

''اور عورتوں کے مہر خوش دلی کے ساتھ (فرض جانتے ہوئے) ادا کرو''۔ (النساء: ۴)

اس نے عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا: ''ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو''۔ (النساء: ۱۹)

اس نے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کو مرد کی عظمت اور بہتری کی پہچان قرار دیا:

''تم میں سے بہتر لوگ وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئیں''۔ (ترمذی) اس نے لڑکیوں کی پیدائش کو مبارک کہا اور ان کی پرورش پر جنت کی بشارت دی:

''جس شخص نے دو لڑکیوں کی پرورش کی، یہاں تک کہ وہ بالغ ہوگئیں، قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح ہوں گے (یہ کہہ کر حضور اکرم ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملایا)''۔ (مسلم)

دوسرا کمزور طبقہ یتیموں کا ہے، جس بچے کے سر سے باپ کا سایہ اٹھ گیا ہو اور جس عورت کا سہاگ لٹ گیا ہو، بہت سے سماجوں میں دونوں کو گری نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔ کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہوتا۔ دونوں کسمپرسی کی حالت میں زندگی گزارتے ہیں۔ بیوہ کو منحوس خیال کیا جاتا ہے۔ اس کی زندگی موت سے بدتر ہوتی ہے۔ اسلام نے یتیموں اور بیواؤں کے ساتھ حسن سلوک کرنے، ان کی خبرگیری کرنے اور ان کے حقوق ادا کرنے کی سخت تاکید کی ہے اور اس معاملے میں کوتاہی یا ان کی حق تلفی کرنے والوں کو مجرم قرار دیا ہے۔ قرآن یتیموں کا مال ہڑپ کرنے سے منع کرتا ہے۔ (النساء: ۲، الانعام: ۱۵۲، بنی اسرائیل: ۳۴) اور ایسا کرنے والوں کو جہنم کی وعید سناتا ہے۔ (النساء: ۱۰) انہیں حقیر سمجھنے اور دھتکارنے اور جھڑکنے سے روکتا ہے۔ (الفجر۔ ۱۷، الضحیٰ: ۹، الماعون: ۲) یتیموں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے، انہیں کھانا کھلانے اور ان پر خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ (البقرہ: ۸۳، ۱۷۷، ۲۱۵، النساء: ۸، ۳۶، الدھر: ۸، البلد: ۱۵) اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بیوہ اور مسکین کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے، اور اس شخص کی طرح ہے جو مسلسل نمازیں پڑھے اور مسلسل روزے رکھے''۔ (بخاری ومسلم)

ایک حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے (یہ کہتے ہوئے آپؐ نے اپنی درمیانی اور شہادت کی انگلیوں سے اشارہ فرمایا) (بخاری) ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے اللہ جو شخص ان دو کمزوروں — یتیم اور عورت کا حق ضائع کرے میں اسے خطاکار اور مجرم ٹھہراتا ہوں''۔ (ابن ماجہ، احمد، نسائی، حاکم)

عرب کے معاشرے میں غلام تمام انسانی حقوق سے محروم تھے۔ ان سے جانوروں کی طرح کام لیا جاتا تھا۔ وہ بے زبان مخلوق کی

(باقی صفحہ ۹ پر)

اسلام میں عید کا حقیقی تصور

محمد شعیب قاسمی

دنیا کی ہر قوم تہوار مناتی ہے اور اپنی امکانی حد تک اسے شاندار طریقے سے مناتی ہے۔ پارسیوں میں نو روز اور مہرجان کی عیدیں ہیں، عیسائیوں میں کرسمس اور بڑے دن وغیرہ کے نام سے عید ہے۔ ہندوؤں میں ہولی، دیوالی وغیرہ وغیرہ سیکڑوں تہوار آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے عیدین (عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ) کے تہوار عطا فرمائے۔ فرق یہ ہے کہ اقوام عالم میں عید اور تہوار کے معنی رنگ رلیاں منانے یا اپنی قومیت کے مستحکم کرنے یا کسی مقتداء شخصیت کی یاد تازہ کرنے کے ہیں۔ اسلام میں عید اور تہوار کے معنی اجتماعی طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے یاد کرنے، اس کی طرف رجوع کرنے اور اس کا قرب حاصل کرنے اور اس کے نام پر غریبوں کی مدد کرنے کے ہیں تاکہ اجتماعیت عامہ کا ظہور عادت اور عبادت دونوں میں ہوجائے۔ پس اگر مذاہب کے ناموں کے سلسلے میں ہر مذہب کا نام اس کی نوعیت پر روشنی ڈالتا ہے۔ ہندومت کے لفظ سے وطنیت پر روشنی پڑتی ہے۔ عیسائیت کے لفظ سے ایک ہادی اعظم کی شخصیت سامنے آتی ہے۔ یہودیت کے لفظ سے ایک قومیت کا تصور بندھتا ہے۔ پارسیت سے ایک ملک کا دھیان دلوں میں جمتا ہے جس کا حاصل حد بندی اور محدودیت ہے۔ تو اسلام کے لفظ سے نہ وطن سامنے آتا ہے نہ ملک، قوم نہ شخصیت بلکہ اطاعت حق میں فنائیت اور مالک الملک میں محویت کے جذبات کی طرف اشارہ ہوتا ہے، جو اس کی طرف صاف اشارہ ہے کہ دنیا کے مذاہب نسل، قوم، وطن اور شخصیت پرستی کی حد سے آگے نہیں بڑھ سکتے ہیں۔ لیکن اسلام نے اپنے سادہ عنوان ہی سے ان تمام حد بندیوں کو توڑ کر ایک عالمگیر تصور سامنے رکھا۔ اور وہ اطاعت حق ہے کیونکہ حق خود لامحدود اور وسیع ہے اس لئے اس کی اطاعت کا دم بھرنے والی قوم بھی اپنے کو مسلم کہہ کر عبادت گزار بن کر اور عبادت غیر سے منقطع ہوکر گویا یہ اعلان کرتی ہے کہ وہ ایسی ذات سے تعلق رکھتی ہے جو وسیع سے وسیع تر ہے اور دنیا کی پوری زمین اور اس کے رقبے اور رقبوں پر بسنے والی قومیں اپنی حد بندیوں سے اس کی لامحدود وسعتوں میں خلل انداز نہیں ہوسکتیں۔ ٹھیک اسی طرح تہواروں اور عیدوں کے سلسلے میں اپنے تہواروں سے ہر قوم اگر یہ اعلان کرتی ہے کہ وہ رنگ رلیوں میں منہمک ہوکر اپنی نفسیات کی پابند ہے یا کسی بڑی شخصیت کی میلاد منا کر وہ صرف اس عظمت کو نمایاں کرنا چاہتی ہے جو اس کے دل میں اس شخص کی یاد موجزن ہے۔ گویا وہ اپنی شخصی عقیدت مندیوں کی پابند ہے یا کسی وطن اور قوم کا نام اجاگر کرکے اپنے آپ کو اس کا اسیر اور پابند دکھانا چاہتی ہے تو مسلم قوم عیدوں کے تہواروں میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں دو رکعت نماز بطور شکرانہ ادا کرکے اور اس کے نام پر قربانی دے کر حاجتمندوں پر فطرہ کا صدقہ اور قربانی کا صدقہ بانٹ کر گویا یہ بتلانا چاہتی ہے کہ ایک طرف تو وہ صرف خدائی نام لیوا ہے اور اس کی عظمتوں کو دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہے۔ بہرحال اسلامی تہوار نفسیاتی یا قومیتی یا شخصیاتی تصورات کے آئینہ دار نہیں بلکہ اجتماعیت عامہ کے حامل ہیں۔ آج خوشی کا دن ہے اور اس خوشی کے موقع پر یہ سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ یہ خوشی کس چیز کی ہے؟ اور اسے کس طرح منایا گیا

> اسلام کے لفظ سے نہ وطن سامنے آتا ہے نہ ملک، قوم نہ شخصیت بلکہ اطاعت حق میں فنائیت اور مالک الملک میں محویت کے جذبات کی طرف اشارہ ہوتا ہے، جو اس کی طرف صاف اشارہ ہے کہ دنیا کے مذاہب نسل، قوم، وطن اور شخصیت پرستی کی حد سے آگے نہیں بڑھ سکتے ہیں۔ لیکن اسلام نے اپنے سادہ عنوان ہی سے ان تمام حد بندیوں کو توڑ کر ایک عالمگیر تصور سامنے رکھا۔ اور وہ اطاعت حق ہے کیونکہ حق خود لامحدود اور وسیع ہے اس لئے اس کی اطاعت کا دم بھرنے والی قوم بھی اپنے کو مسلم کہہ کر عبادت گزار بن کر اور عبادت غیر سے منقطع ہوکر گویا یہ اعلان کرتی ہے کہ وہ ایسی ذات سے تعلق رکھتی ہے جو وسیع سے وسیع تر ہے اور دنیا کی پوری زمین اور اس کے رقبے اور رقبوں پر بسنے والی قومیں اپنی حد بندیوں سے اس کی لامحدود وسعتوں میں خلل انداز نہیں ہوسکتیں۔ ٹھیک اسی طرح تہواروں اور عیدوں کے سلسلے میں اپنے تہواروں سے ہر قوم اگر یہ اعلان کرتی ہے کہ وہ رنگ رلیوں میں منہمک ہوکر اپنی نفسیات کی پابند ہے یا کسی بڑی شخصیت کی میلاد منا کر وہ صرف اس عظمت کو نمایاں کرنا چاہتی ہے جو اس کے دل میں اس شخص کی یاد موجزن ہے۔ گویا وہ اپنی شخصی عقیدت مندیوں کی پابند ہے یا کسی وطن اور قوم کا نام اجاگر کرکے اپنے آپ کو اس کا اسیر اور پابند دکھانا چاہتی ہے تو مسلم قوم عیدوں کے تہواروں میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں دو رکعت نماز بطور شکرانہ ادا کرکے اور اس کے نام پر قربانی دے کر حاجتمندوں پر فطرہ کا صدقہ اور قربانی کا صدقہ بانٹ کر گویا یہ بتلانا چاہتی ہے کہ ایک طرف تو وہ صرف خدائی نام لیوا ہے اور اس کی عظمتوں کو دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہے۔

ہے؟ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ خوشی اس چیز کی ہے کہ ہم اور ہمارے اہل وعیال پورے سال بعافیت رہیں، یہاں تک کہ ہم نے دوسرے سال میں قدم رکھ دیا تو آپ یہ کہہ سکتے ہیں اور کسی حد تک آپ کا یہ کہنا بجا بھی ہے۔ خوشی کی بہت سی وجھوں میں ایک وجہ یہ ہوسکتی ہے، لیکن خوشی کی اصل وجہ یہ نہیں ہے۔ خوشی کی اصل وجہ معلوم کرنے کے لئے آپ کو اس پر غور کرنا پڑے گا کہ رمضان المبارک کے فوراً بعد یہ خوشی کیوں رکھی گئی، دراصل اس خوشی کا راز ماہ صیام یعنی رمضان میں پنہاں ہے، خوشی کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم نے مہینہ بھر کے روزے رکھے اور ہم کو غریبوں کی مدد کرنے کی توفیق بخشی گئی، یعنی ہم نے صدقہ فطر ادا کیا، گویا یہ فتح ہے انسانیت اور سخاوت کی نفسانی خواہشات اور حب مال پر، یہ اس بات کا اعلان ہے کہ ہم نفسانی خواہشات کے اسیر اور حب مال کے قیدی نہیں ہیں، بلکہ ہم احرار اور آزاد ہیں، ہم نے نفسانی خواہشات اور حب دولت کی بیڑیاں کاٹ کر آزادی حاصل کر لی ہے، شیطانی تقاضوں اور خواہشات کو کھلی چھوٹ دے دینا، ان کے سیلاب میں بہتے چلے جانا انسانیت کا زیاں ہی نہیں اس کا ضیاع ہے، جب انسان خواہشات کا اسیر ہوجاتا ہے اور وہ مال ودولت کی محبت کے دام میں پھنس جاتا ہے تو وہ اپنی آزادی کھو بیٹھتا ہے وہ ایک مشین بن جاتا ہے جسے خواہشات چلاتی ہیں، اس وقت اس کی مثال ایک لایعقل حیوان کی سی ہوتی ہے جس کے پاس قلب وضمیر نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی، روزہ جس کو ضبط نفس کہئے اس سے فضیلت انسانی اجاگر ہوتی ہے، اس سے انسان کی مادیات پر فتحیابی کا اظہار ہوتا ہے، اس سے انسان نفسانی خواہشات سے اوپر آتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک بااختیار، باارادہ اور دام ودانہ سے آزاد مخلوق ہے۔ آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ اس اباحیت اور لاپروائی کے دور میں ان انسانوں کی کتنی ضرورت ہے جو اپنے نفس پر قابو یاب ہیں، جو ضبط نفس کے زیور سے آراستہ ہیں ہم کو یہ ہرگز نہ بھولنا چاہئے کہ خواہشات کی رو میں بہنے اور ان کے تابع ہونے سے ہم دور وحشت کی طرف لوٹ جاتے ہیں، ہم لاقانونیت کی طرف بڑھتے دکھائی دیتے ہیں، اباحیت اور لاقانونیت، تمدن وترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں، بے مہار انسانوں کے ازدہام سے کسی تمدن یا ترقی کا تصور نہیں کیا جاسکتا، آپ خود فیصلہ کیجئے کہ کیا یہ آزادی ہے؟ کہ ہماری لگام خواہشات کے ہاتھ میں ہو اور خواہشات ہماری قیادت کریں، یا آزادی یہ ہے کہ خواہشات کی لگام ہمارے ہاتھ میں ہو اور خواہشات کی ہم قیادت کریں، ہم اپنے ارادہ اور اختیار سے اپنی عقل وخرد کی روشنی میں اپنی نفسانی خواہشات کی حدود مقرر کریں، میں یہ یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ امت مسلمہ اور عالم اسلام جس دن اپنی نفسانی خواہشات سے آزادی حاصل کرلیں گے، جس دن اپنے ارادے کے وہ خود مالک ہوجائیں گے اسی دن وہ آزاد واحرار کہلانے کے مستحق ہوں گے اور وہی دن ہماری تاریخ کا مبارک دن ہوگا۔ ماہ صیام کے ساتھ عیدالفطر کی خوشی کتنی معنویت رکھتی ہے، ہم اس کی خوشی منا رہے ہیں کہ مسلسل ایک مہینے تک اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے ارادوں کو قوت بخشی، ہم نفسانی خواہشات پر فتحیاب ہوئے، ہم نے اپنے خالق ومالک کے حضور سجدہ شکر ادا کیا، ہمیں راتوں کو اس کے حضور میں کھڑے ہونے اور اور اس سے مناجات کرنے کی توفیق نصیب ہوئی۔ عیدالفطر کیا ہے؟ انسانیت کی اپنی نفسانی خواہشات پر فتحیابی کا جشن ہے، عیدالفطر کیا ہے؟ ضمیر کی آزادی اور اس کی بالادستی کی خوشی ہے، عیدالفطر کیا ہے؟ روحانیت کا مادیت پر غلبہ اور اس کی شادمانی ہے، اگر آپ نے پورے مہینے روزے رکھے ہیں، اگر آپ نے تراویح پڑھی ہے، اگر آپ نے ایک مہینے تک ملکوتی زندگی بسر کی ہے تو آپ کو خوشی منانے کا حق ہے۔ اور اگر ہم نے رمضان المبارک کی حرمت کو پامال کیا اور پورے ماہ بہیمانہ زندگی بسر کی تو ہم کو خوشی منانے کا کوئی حق نہیں ہے، اسی لئے اسلاف نے کہا ہے کہ عید اس کے لئے نہیں جس نے نئے کپڑے پہنے، عید اس کے لئے ہے جو دوزخ سے امن میں ہو، یعنی برے کاموں سے باز رہے تاکہ رحمت اور مغفرت کے لائق ہو اور عذاب سے محفوظ ہو، عید اس کے لئے نہیں جو عود سلگا کر خوشبو کرے، عید اس کے لئے ہے جو گناہوں سے ایسی توبہ کرے کہ پھر گناہ کی طرف نہ لوٹے، عید اس کے لئے نہیں جس نے دنیاوی ساز وسامان کیا، عید اس کے لئے ہے، جس نے آخرت کے لئے زادراہ لی، یعنی تقویٰ اختیار کیا، عید اس کے لئے نہیں جو سواریوں پر سوار ہوا، عید اس کے لئے ہے جس نے گناہ چھوڑے، عید اس کے لئے نہیں جس نے فرش بچھایا، عید اس کے لئے ہے جو پل صراط سے پار ہوگیا۔ بلکہ عید تو درحقیقت ان ہی روزہ داروں، ان ہی عبادت گزاروں، ان ہی اللہ والوں اور ان ہی اطاعت شعاروں کی ہے جنھوں نے رمضان المبارک کی مبارک ساعتوں میں طاعت وبندگی کا حقیقی کردار ادا کیا، دن کو روزے رکھے اور راتیں تراویح وتہجد میں گزاریں، ذکر واذکار، تلاوت قرآن اور دعاء واستغفار میں لگے رہے، عید تو ہر قوم مناتی ہے، مومن بھی، کافر بھی، مگر مومن کی عید اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے ہوتی ہے، جب وہ عید کی صبح عیدگاہ کی طرف جاتا ہے تو اس کے سر پر طاعت وبندگی کا تاج ہوتا ہے، اس کے کندھوں پر اسلام کی چادر ہوتی ہے، اس کے دل میں پیار ومحبت کے جذبات موجزن ہوتے ہیں۔ جبکہ کافر کی عید شیطان کو راضی کرنے کے لئے ہوتی ہے، وہ لایعنی حرکات کرتا ہے، بدمستی وخرافات میں مشغول ہوتا ہے، ناچ گانوں میں مصروف ہوتا ہے۔ بے شک عیدالفطر پیار ومحبت کا تہوار ہے، اسلامی شان وشوکت کا تہوار ہے، اتحاد واتفاق کا تہوار ہے، اخوت ومساوات کا تہوار ہے، ہمدردی وغمگساری کا تہوار اور سب سے بڑھ کر یہ انعام خداوندی کا تہوار ہے، آج کے دن بارگاہ رب العزت سے عبادت گزار، روزہ دار، اطاعت شعار بندوں کو رحمت ومغفرت کا پروانہ ملتا ہے، رزق میں کشادگی کی بشارت ملتی ہے، جنت کی نوید سنائی جاتی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں پر خاص احسان فرماتا ہے، نوازتا ہے اور سرفراز کرتا ہے، عید کے دن اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم فرماتا ہے کہ زمین پر

> عیدالفطر کیا ہے؟ انسانیت کی اپنی نفسانی خواہشات پر فتحیابی کا جشن ہے، عیدالفطر کیا ہے؟ ضمیر کی آزادی اور اس کی بالادستی کی خوشی ہے، عیدالفطر کیا ہے؟ روحانیت کا مادیت پر غلبہ اور اس کی شادمانی ہے، اگر آپ نے ماہ رمضان المبارک کے پورے روزے رکھے ہیں، اگر آپ نے تراویح پڑھی ہے، اگر آپ نے ایک مہینے تک ملکوتی زندگی بسر کی ہے تو آپ کو خوشی منانے کا حق ہے۔

پھیل جاؤ چنانچہ فرشتے گلی کوچے میں کھڑے ہوجاتے ہیں اور یہ اعلان کرتے ہیں، اے امت محمد ﷺ اپنے رب کی طرف نکلو وہ تمہیں بہت کچھ عطا کرنا چاہتا ہے اور تمہارے گناہ بخش دینا چاہتا ہے عید کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے بارے میں فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہے: ''اے فرشتوں کی جماعت بتاؤ اس مزدور کی مزدوری کیا ہے جو اپنا کام پورا کرلیتا ہے، فرشتے جواب دیتے ہیں اس کا بدلہ یہ ہے کہ اس کو پوری پوری مزدوری دی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے میرے فرشتو! تم گواہ رہو کہ میں نے اپنے بندوں کے ان روزوں کے بدلے میں جو انھوں نے رمضان المبارک میں رکھے ہیں اور ان نمازوں کے عوض جو کہ انھوں نے رمضان المبارک کی راتوں میں ادا کی ہیں ان کو اپنی رضامندی اور مغفرت سے نواز دیا۔ کائنات نوع، بنوع اشیاء کا مجموعہ ہے، کائنات کی ہر چیز اپنا الگ وجود رکھتی ہے ان چیزوں کو یونہی اگر الگ الگ رکھا جائے تو زندگی بے نام سی حقیقت ہے، اور سب کو یکجا کردینے پر رنگ ونور سے بھرپور ایک زندگی کا تصور ذہن میں آتا ہے یہاں آکر نگاہ ایک نقطے پر مرکوز ہوجاتی ہے جو زندگی کو ایک خوشگوار شکل عطا کرتا ہے اور وہ ہے اتحاد واتفاق آپس میں محبت وبھائی چارگی، رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک، یہ تصور جہاں بھی جاتا ہے قوموں کی زندگی کو ایک نیا موڑ دے جاتا ہے اتحاد ویکجہتی اسلام کے اساسی نظریوں میں سے ہے۔ اسلام نے قومی اور نسلی برتری اور جاہلی عصبیت کی دیواروں کو جن کی بنیاد ذات وبرادری پر تھی مسمار کردیا اور بندگانِ خدا کو پیار ومحبت کے اس رشتے سے جوڑ دیا جہاں پہنچ کر افتراق واختلاف کی تمام زنجیریں کٹ جاتی ہیں۔ اسلام نے محض اتحاد کی تعلیم ہی نہیں دی بلکہ عبادت وریاضت کا وہ طریقہ بھی سکھلایا جس سے اسلامی اتحاد ویکجہتی کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ، اس کی جیتی جاگتی تصویریں اور اسلامی بھائی چارگی ویکجہتی کے خوبصورت مظہر ہیں، اس اتحاد کی تصویر عیدالفطر کے موقع پر بھی نظر آتی ہے۔ اسی لئے عید کے موقع پر خوشی ومسرت کے اظہار کا حکم دیا گیا ہے، مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم لہو ولعب میں مشغول ہوجائیں اور ایسے غیر مہذب اور واہیات کاموں کو انجام دیں جن کو شریعت مطہرہ نے حرام قرار دیا ہے، ہماری شریعت ہمارا دین اور مذہب اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم خوشی میں مست ہوکر برائیوں میں ڈوب جائیں اور رنگ رلیاں منائیں بلکہ دنیا کے اندر جتنی قومیں آباد ہیں اور جتنے بھی مذہبی رسوم اور نہج واسلوب رائج ہیں ہمارا مذہب، ہماری تہذیب وتمدن اور ہمارا رسم ورواج ان تمام مذاہب سے ممتاز اور اعلیٰ وارفع ہے۔ پس عید کا حاصل ذکر الٰہی، خشیت الٰہی، خدمت خلق اللہ، روح اجتماعیت، دنیا میں رہ کر آخرت کو نہ بھولنا اور زندوں کے ساتھ ہی اموات سے بھی رشتہ جوڑے رکھنا اور ان میں سے ہر چیز کی روح اور معیار ایمان کو قرار دینا نہ کہ ظاہر داری اور دنیا سازی تاکہ خلق اللہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے وابستگی اصل اصول ثابت ہوتی رہے۔ ●●

عیدالفطر: تکبیر تحلیل اور تشکر کا دن

آصف جلیل احمد، مالیگاؤں

◎

روح کی لطافت، قلب کے تزکیہ، بدن ولباس کی طہارت اور مجموعی شخصیت کی نفاست کے ساتھ بہ صد عجز وانکسار بہ غایت خشوع وخضوع تمام مسلمانوں کا اسلامی اتحاد واخوت کے جذبے سے سرشار ہوکر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سجدہ بندگی اور نذرانہ شکر بجالانے کا نام عید ہے۔ رمضان کا نہایت ہی مقدس مہینہ اپنے ساتھ مخصوص غیر معمولی رحمتوں اور برکتوں سے مومنین کو فیضیاب کرتے ہوئے ہم سے رخصت ہوا اور آج عید کا مبارک دن ہے۔

اللہ تعالیٰ کے وہ بندے جو پورے ایک ماہ اس کے حکم کے تابع، اس کی مرضی کے موافق، ہر روز ایک معین وقت کے لئے کھانے پینے اور دیگر جائز اور حلال چیزوں کے استعمال سے رکتے رہے آج اس عدت کے پورا ہونے پر، اسی کے حکم سے رمضان ادائی کی توفیق نصیب ہوئی۔ وہ پُرامید ہیں کہ مولا کریم اپنے بے پایاں فضل اور رحم کے ساتھ اُن کی اُن تمام مناجات کو شرف قبولیت بخشے گا جو مناجات انہیں رمضان کے خصوصی ایام میں اس کے حضور پیش کرنے کی توفیق اور سعادت عطا ہوئی۔ عام طور پر لوگ خیال کرتے ہیں کہ مسلمان عیدالفطر کی خوشی اس لئے مناتے ہیں کہ رمضان المبارک کے روزوں کی بھوک، پیاس اور دوسری خصوصی پابندیوں کی قید سے نجات ملی اور اب وہ آزاد ہیں کہ جو چاہیں کریں اور جس طرح چاہیں کھانے پینے اور دیگر امور میں تمام شرعی حدود وقیود کو پھلانگتے پھریں، یہ تصور جاہلانہ تصور ہے اور رمضان اور روزے کی حقیقی غرض وغایت سے عدم

نہیں کرتے کیونکہ ان کا روزہ محض بھوکا اور پیاسا رہنے کی حد تک ہوتا ہے اور وہ ایک رسم کے طور پر اسے رکھتے ہیں۔ چنانچہ اگر آپ

> اس قسم کے تصور کے حامل مسلمان ہی ہیں جن کے روزے ان کی زندگیوں میں ذرہ بھر بھی پاک تبدیلی نہیں کرتے کیونکہ ان کا روزہ محض بھوکا اور پیاسا رہنے کی حد تک ہوتا ہے اور وہ ایک رسم کے طور پر اسے رکھتے ہیں۔ چنانچہ اگر آپ اپنے ماحول میں ایسے لوگوں کی زندگی پر، ان کی معاشرتی زندگی پر نظر ڈال کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ عملاً وہ رمضان میں بھی ایسے بہت سے افعال قبیحہ کے مرتکب ہوتے رہے ہیں جن سے خدا تعالیٰ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ اور اُن افعال کے مرتکبین کے لئے خدا کے کلام میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔

اپنے ماحول میں ایسے لوگوں کی زندگی پر، ان

ہیں جن سے خدا تعالیٰ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ اور اُن افعال کے مرتکبین کے لئے خدا کے کلام میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔ جہاں

توفیق بخشی کہ اس کے حکم سے، اس کی رضا کی خاطر روزے رکھیں۔ اس لئے ہمارا افطار کرنا بھی اسی کے حکم کے تابع ہے۔

ہماری حقیقی خوشی خدا کے حکموں کی اطاعت و

مجالس یا پُرتعیش دعوتوں میں منہمک نہیں ہوتے بلکہ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم ہے کہ ہماری توجہ خدا کی تکبیر وتحمید اور اس کے ذکر اور شکر کی طرف پہلے سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں مومنین سے ایسی ہی خوشی منانے کی توقع رکھی گئی ہے۔ چنانچہ جہاں رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کا حکم دیا گیا اور روزے سے متعلق مختلف احکام بیان فرمائے گئے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اس حکم کی غرض یہ ہے کہ تم ایک مقررہ عدّت کو پورا کرو اور اس بات پر اللہ کی بڑائی کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے اور تاکہ تم شکر کرو''۔

پس بہت ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ کی منشاء کے مطابق، اس کی رضا

کی تکبیر کر رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں ہدایت بخشی اور اپنی رضا کی راہیں ان کے لئے کھولیں اور ان پر چلنے کی ہمت اور طاقت بخشی۔ چنانچہ رمضان میں ملنے والی سعادتوں پر نظر کرتے ہوئے ان کے دل حمد اور شکر سے لبریز ہیں۔ اور تکبیر کے پاکیزہ ورد سے مومنوں کی زبانیں تر ہیں۔ آیئے اس نہایت عظمت رکھنے والے خدا تعالیٰ کی کبریائی اور اس کی توحید اور اس کی حمد کے ذکر کو اس میں پنہاں معانی ومطالب میں ڈوبتے ہوئے دل کی گہرائیوں سے بلند کریں اور اس کی تکبیر کرتے ہوئے اور سجدات شکر بجالاتے ہوئے عید کے ان ایام کو گزاریں کہ اس کا وعدہ ہے کہ اگر تم شکر کروگے تو میں تمہیں اور بھی زیادہ دوں گا۔ ہماری حقیقی عید اور سچی خوشی اس بات میں ہے کہ ساری دنیا ہمارے ساتھ مل کر خدا تعالیٰ کی تکبیر اور تحمید کے ذریعے شکر بجا لائیں۔ پس اے خدا تو ہمیں اپنی آنکھوں

عید 'یومِ آزادی' نہیں 'یومِ احتساب' ہے

محمد شارب ضیاء رحمانی

رمضان المبارک میں کی جانے والی عبادتوں اور روزوں کا انعام دینے کیلئے خدائے تعالیٰ نے عید الفطر کا دن مقرر فرمایا ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: ''بتاؤ جس مزدور نے اپنا کام پورا کیا ہو، اس کی اجرت کیا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں: ''پروردگار! اس کا بدلہ یہ ہے کہ اسے پوری پوری اجرت دی جائے''، خداوند تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اپنے ان بندوں کے روزے اور عبادتوں کے بدلے میں ان کی مغفرت کردی''۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ وہ ہر گلی، کوچے میں پھیل جائیں اور خدا کی طرف سے خوشنودی اور عطا کا اعلان کریں۔ اسی لئے حدیث شریف میں عید کی رات کا نام ''لیلۃ الجائزۃ'' بیان کیا گیا ہے یعنی انعام کی رات۔ گویا اس رات میں انعام ربانی کی بارش ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو پورے ماہ کی عبادتوں کا انعام دینا چاہتا ہے۔

عید کا ایک لغوی معنیٰ ''لوٹنا'' ہے۔ جس کا ایک مطلب یہ ہے کہ بندہ جو اپنے خدا سے دور ہوگیا تھا، صراط مستقیم سے بھٹک گیا تھا اور اس نے سرکشی، نافرمانی اور گناہ کی راہ اختیار کی ہوئی تھی۔ اب پورے ماہ کی ٹریننگ کے بعد وہ، اپنے پروردگار کی طرف لوٹ آیا ہے اور گناہوں سے تائب ہوکر خواہشات کا نہیں، بلکہ صرف اور صرف خدا کا بندہ ہوکر زندگی گزارنے کا عہد کررہا ہے۔ یعنی یہ دن خدا سے یہ عہد کرنے کا ہے کہ ہم نے رمضان میں اپنے اندر جو تبدیلیاں کی ہیں عبادتوں اور ریاضتوں کے ذریعے، اب ہم اسے اپنی زندگی میں نافذ کریں گے۔ اسی لئے عید سے پہلے کی شب کو اپنا جائزہ لینے اور احتساب کرلینے کی تعلیم دی گئی ہے کہ ماہ مقدس کی ہم نے کتنی قدردانی کی اور اس کا ہم نے کتنا حق ادا کیا ہے۔ ساتھ ہی اس رات میں اپنی کوتاہیوں پر ندامت کا اظہار کیا جائے۔ اس کا ایک مطلب اس دن کا ہر سال لوٹ کے آنا بھی ہے۔

عید کا دوسرا معنیٰ ''خوشی'' ہے۔ ایک طالب علم جب اپنا ہوم ورک پورا کرلیتا ہے اور جب مزدور اپنے کام سے فارغ ہوجاتا ہے تو اسے ایک قسم کی خوشی ملتی ہے۔ اسی طرح ایک مسلمان جب رمضان کی بھٹی میں اپنے کو تپاتا ہے اور روزے کے ذریعے خواہشات نفس پر لگام لگانے کی مشق کرلیتا ہے تو اب اسے روحانی خوشی محسوس ہوتی ہے اور اب اسے بس ان عبادتوں کے انعام کا انتظار رہتا ہے۔ لہٰذا آج کا دن، ہمارے لئے ''عید' اور 'خوشی کا دن' اسی وقت ہوسکتا ہے کہ جب رمضان کی ٹریننگ کے ذریعے ہم اپنی زندگی میں تبدیلی لائے ہو۔ اور اپنا احتساب کرتے ہوئے صالح زندگی گزارنے کا ہم نے عہد کیا ہو۔ چنانچہ کہا گیا ہے ''عید اس کیلئے نہیں ہے جس نے اچھے کپڑے پہنے، عمدہ کھانے کا اہتمام کیا، بلکہ عید تو اس کے لئے ہے جس کے دل میں ماہ مبارک میں کی جانے والی عبادات اور ممنوعات سے رکنے کی مشق کے ذریعے خدا کا ڈر پیدا ہوا ہو''۔

دوسرے مذاہب میں بھی سال کے کچھ ایام خوشی منانے کیلئے متعین ہیں۔ دین اسلام نے بھی اپنے ماننے والوں کے لئے اس کی رعایت کی اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی شکل میں خوشی منانے کا موقع فراہم کیا ہے۔ لیکن اس نے اس کے لئے بھی حدود اور دائرے متعین کئے۔ دوسری قوموں کے برخلاف مسلمانوں کو اظہار خوشی کیلئے آزاد نہیں چھوڑا گیا، بلکہ اس کا یہ طریقہ متعین کیا گیا کہ خدا کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوکر اس کی کبریائی بیان کی جائے اور خوشی کے ان لمحات کو خدا کی رضاء کے مطابق اس کی عبادتوں میں صرف کیا جائے۔ چنانچہ فرمایا ''تاکہ تم اللہ کی کبریائی بیان کرو اس بات پر کہ تمہیں اللہ نے اس کی ہدایت دی۔ لہٰذا عیدین میں چھ زائد تکبیروں کا اہتمام اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ہم نے عبادتیں کیں، روزے رکھے۔ اس میں ہمارا کمال نہیں۔ بلکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق کی وجہ سے ممکن ہوسکا۔ بڑے ہم نہیں، بڑی اللہ کی ذات ہے۔ پھر فرمایا ''تاکہ تم شکریہ ادا کرو'' اس توفیق پر جو تمہیں رمضان میں ملی۔ احسان مت جتلاؤ کہ تم نے بادشاہ کی خدمت کرلی، خوب خوب عبادتیں کیں ماہ رمضان میں، بلکہ خدا کا احسان مانو کہ اس نے عبادت کی توفیق دی اور ہمیں اپنی رحمتوں سے محروم نہیں فرمایا۔ لہٰذا اس احساس کے ساتھ نماز عید ادا کرنے جانا چاہئے۔

نہ لائق منہ دکھانے کے، نہ قابل سر جھکانے کے
امید مغفرت لے کے یارب! تیرے دربار میں آئے
اگر بخشے زہے قسمت، نہ بخشے تو شکایت کیا
سرتسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

اگر ہم نے اس طرح خدا کے دربار میں حاضری دی، ساری بڑائی اور تکبر کو نکال کر صرف ''اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے'' کا یقین دل میں جمالیا اور تکبیر تشریق کا ورد کرتے ہوئے دربار عالی میں گئے تو بڑی امید ہے اس ذات عالی سے کہ وہ ہمارے گناہوں سے چشم پوشی فرمالے اور اپنے نیک بندوں میں شامل کرکے ٹوٹی پھوٹی عبادتوں کو قبول فرمالے۔

یہ عید سعید ہمارے لئے بطور شکرانہ ہے جس میں رنگ رلیوں میں پڑجانے کی بجائے ہمیں اپنا احتساب کرنا چاہئے کہ ہم نے ماہ مبارک کی کتنی قدردانی کی اور پھر اس عہد کو خدا کے دربار میں دوہرانے کا نام ہے کہ رمضان میں جو نقش ہماری زندگی میں چڑھا اور جو تبدیلیاں ہوئیں اس کو آگے بھی ہم باقی رکھیں گے۔ لہو ولعب اور گناہوں سے انہیں آلودہ نہیں کریں گے۔ اگر ہم نے ان سب چیزوں پر توجہ کی تو یہ عید ہمارے لئے باعث خیر و برکت ہوگی اور ہماری زندگی کیلئے انقلابی بھی۔ ورنہ عموماً یہ دیکھا جارہا ہے کہ عید کے دن کو خصوصاً ہمارا نوجوان طبقہ ''یوم آزادی'' کے طور پر مناتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ آج رمضان کی پابندیوں سے آزاد ہونے کا دن ہے۔ بس چاند نکل گیا عید کا اور ہم سب آزاد ہوگئے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ شیطان آزاد ہوا ہے، ہم نہیں آزاد ہوئے بلکہ ہمارے اوپر مزید ذمہ داریاں عائد ہوئی ہیں۔ مسلمان تنہائیوں میں بھی خدا کا بندہ ہے اور بازاروں میں بھی محمد رسول اللہ ﷺ کا غلام۔ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کی طرح عیدین میں کسی طرح کی بھی رنگ رلیوں کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اسلام میں خوشی کے موقع پر بھی ان چیزوں کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

رمضان المبارک کے مہینے میں قرآن کریم کا نزول ہوا اور جس میں وہ مقدس رات بھی آئی جس کے اندر یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ زمین کی خلافت اب بنی اسرائیل سے چھین کر بنی اسماعیل کو دی جائے گی۔ ایک کو محروم اور دوسرے کو فیضیاب کیا جائے گا اور وحی ربانی کا رشتہ وادی سینا کے بجائے فاران کی چوٹی سے قائم کیا جائے گا۔ لہٰذا عید کا دن اس سبق کی یاددلاتا ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل نے اپنی نافرمانیوں سے خدا کی سرزمین کو آلودہ کیا جس کے نتیجے میں ان کے سر سے ہزار سالہ عظمت کا تاج چھین لیا گیا اسی طرح اب یہ دیکھنا ہے کہ ہم خدا کی دی ہوئی سرزمین کی خلافت کا کتنا حق ادا کرپاتے ہیں کیونکہ خدا کی سرزمین گندگی کے لئے نہیں ہے۔ اس نے اس کی خلافت کے لئے ''عبادی الصلحون'' کی شرط لگادی ہے۔ لہٰذا اس خلافت کے استحقاق کے حوالے سے عید کا دن ہمارے لئے ''یوم احتساب'' ہے۔

شکر ادا کرنے کا بہتر طریقہ تو یہ ہے کہ تنہائیوں میں سربسجود ہوجایا جائے، خدا سے اپنی عبادت کی قبولیت کی دعاء کی جائے۔ لیکن اس کے برخلاف ہمیں حکم دیا گیا کہ آبادی سے باہر جاکر عیدگاہ میں نماز ادا کرو، بھرے مجمع میں خدا کی کبریائی اور اپنی پستی کا اقرار کرو۔ یہ اس لئے تاکہ امت مسلمہ کی اجتماعیت کا شاندار مظاہرہ ہوسکے۔ ایک خدا کے دربار میں، خدا کے بندے ایک انداز میں، ایک امام کے پیچھے جمع ہوں اور عملاً بتائیں کہ خدا کے حکم کے سامنے ہم سب ایک ہیں، یہاں شاہ وگدا، کالے گورے اور امیر وغریب کا کوئی فرق نہیں۔

بندہ وصاحب ومحتاج وغنی ایک ہوئے
تری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

وہ بتائیں اپنے عمل سے کہ مسلک و مشرب اور رنگ ونسل کے تمام تر اختلافات کو آج ہم نے بھلادیا۔ مسلمانوں کا ایک خدا اپنے اس آسمان کے نیچے اپنے محبوب ﷺ کی امت کو ایک جسم میں دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ اعلان کرتا ہے ''تم سب ایک ہی جماعت ہو، اور میں تم سب کا خدا ہوں''۔ اس طرح عیدین میں آبادی سے باہر جاکر کثیر تعداد میں جمع ہوکر نماز ادا کرنے کا حکم دیا گیا تاکہ امت کے بکھرے ہوئے شیرازے کو یکجا کرنے کا سبق ہمیں ملے۔ ''بتان رنگ وخوں کو توڑ کر ملت میں گم ہوجا''۔ عید الفطر کی نماز ادا کرنا سے پہلے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دے کر ہمارے مزاج میں یہ روح پھونکنے کی کوشش کی گئی ہے اور تعلیم دی گئی ہے ''اخوت کا بیاں ہوجا، محبت کی زباں ہوجا''۔ ہماری خوشی اس وقت تک ادھوری ہے جب تک کہ وہ مسلمان جن کے پاس عید کی تیاریوں کے لئے وسائل نہیں ہیں، ان کی محرومی دور نہ ہو۔ اور ہماری عید اور خوشی کی تکمیل اسی وقت ہوسکتی ہے جب کہ ہمارے پڑوس اور محلے کے غریب بھی خوشیوں میں ہمارے شریک ہوں۔ ●●

بقیہ: اسلام کمزور طبقات کے حقوق کا محافظ

طرح زندگی گزارتے تھے۔ سماج میں ان کا کوئی مقام نہ تھا۔ یہی حیثیت آج ہمارے سماج میں بندھوا مزدوروں کو حاصل ہے۔ اسلام نے غلاموں کو انسانی تعلق سے بھائی قرار دیا اور مالکوں کو حکم دیا کہ ان کا پورا خیال رکھیں اور ان کی طاقت سے بڑھ کر کام نہ لیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے انہیں تمہارے ماتحت کردیا ہے۔ پس جس کا بھائی اس کے ماتحت ہو، وہ اسے بھی وہی کھلائے جو خود کھائے اور وہی پہنائے جو خود پہنے، تم ان سے ایسے کام نہ لو جو ان کی طاقت سے باہر ہوں۔ اگر ان سے ایسے کام لو تو ان کی مدد کرو''۔ (بخاری ومسلم)

مزدور پیشہ افراد سماج کے کمزور لوگوں میں سے سمجھے جاتے ہیں۔ دو وقت کی روزی حاصل کرنے اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے جدوجہد کرتے، بوجھ ڈھوتے اور محنت کرتے ہیں۔ ایک دن کی مزدوری نہ ملے تو ان کے گھر فاقہ ہوجائے۔ عموماً مالدار اور صاحب حیثیت طبقے کو ان کے درد کا احساس نہیں ہوتا۔ وہ ان سے بے گار لیتے ہیں، پوری مزدوری نہیں دیتے یا اس کی ادائی میں ٹال مٹول کرتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس سلسلے میں سخت تنبیہ فرمائی ہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے: ''تین آدمی ایسے ہیں جن کا میں قیامت میں حریف اور مدمقابل ہوں گا۔ ایک وہ شخص جس نے کسی کو مزدور رکھا اس سے پورا کام لیا، لیکن اس کی مزدوری نہیں دی''۔ (بخاری)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے قبل اس کی مزدوری دے دو''۔ (ابن ماجہ)

سماج کے کمزور طبقات میں اقلیتوں کو بھی شمار کیا جاسکتا ہے۔ اقلیتیں عموماً اکثریت کے رحم وکرم پر زندگی گزارتی ہیں۔ انہیں دستوری طور پر مساوی حقوق حاصل ہوں تو بھی عملاً وہ اکثریت کے ظلم وتعدی کا شکار رہتی ہیں۔ آئے دن ان کی جان، مال اور عزت و آبرو پر حملے ہوتے ہیں اور وہ اپنا دفاع کرنے پر قادر نہیں ہوتیں، اگر اکثریت کو انتظامیہ کی بھی پشت پناہی حاصل ہو تو عدلیہ بھی اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ سے متعلق بے بس رہتی ہے۔ اسلام اپنی ریاست میں رہنے والی اقلیتوں کے حقوق کا محافظ بن کر کھڑا ہوتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو سخت تنبیہ کرتا ہے کہ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آئیں، ان پر ظلم نہ ڈھائیں، ان کی عزت وآبرو سے نہ کھیلیں اور ان کا مال غصب نہ کریں، ورنہ قیامت میں وہ سخت سزا سے دوچار ہوں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''خبردار، جس نے معاہد (غیر مسلم جو معاہدے کے تحت اسلامی ریاست میں رہ رہا ہو) پر ظلم کیا، اس کی توہین کی، اس کی طاقت سے بڑھ کر اس سے کام لیا یا بغیر اس کی مرضی کے اس کی کوئی چیز لے لی تو میں قیامت کے دن اس مظلوم کی طرف سے اس کا مقدمہ پیش کروں گا''۔ (ابوداؤد)

اسلام ایسا ماحول قائم کرنا چاہتا ہے کہ اگر سماج میں کوئی شخص کسی پر ظلم کر رہا ہو تو دوسرے لوگ اٹھ کھڑے ہوں۔ وہ ظالم کا ہاتھ پکڑ لیں اور اسے ظلم کرنے سے روک دیں۔ ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے میرے بندو، میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کرلیا ہے اور تمہارے درمیان بھی اسے حرام کردیا ہے۔ اس لئے آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو''۔ (مسلم)

ایک موقع پر اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو اس معاملے میں غفلت نہ برتنے کی تلقین کرتے ہوئے انہیں متنبہ کیا: ''لوگ اگر کسی کو ظلم کرتا ہوا دیکھیں، لیکن اس کا ہاتھ نہ پکڑیں تو اندیشہ ہے کہ اللہ سب کو سزا دے گا''۔ (ابوداؤد، ترمذی) ایک حدیث میں ہے کہ آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا: ''اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ کرامؓ کو اس ارشاد نبویؐ پر حیرت ہوئی، انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول مظلوم کی مدد کرنا تو سمجھ میں آتا ہے، ظالم کی مدد کرنے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: اس کا ہاتھ پکڑ لو، یہی اس کی مدد ہے''۔ (بخاری)

بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی سماج انسانی حقوق کے سلسلے میں اس قدر بیدار ہوجائے کہ وہ ظالموں کو ظلم نہ کرنے دے اور مظلوموں کی مدافعت کے لئے کمربستہ ہوجائے تو وہ کتنا بہترین اور اعلیٰ قدروں کا حامل سماج بن جائے گا۔ کمزور طبقات کے جن حقوق کا تذکرہ کیا گیا ہے ان کی حیثیت محض خوشنما نظریات اور اصولوں کی نہیں ہے، بلکہ ان پر اسلام کے زیر سایہ صدیوں تک عمل ہوتا رہا ہے اور یہ طبقات ان سے بہرہ ور رہے ہیں۔ کبھی ان حقوق کی پامالی ہوئی تو ان کی حفاظت کرنے اور ان کے سلسلے میں بیداری لانے کی کوششیں بھی کی جاتی رہی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلامی تعلیمات کو عام کیا جائے اور تمام انسانوں کو باخبر کردیا جائے کہ اسلام بنیادی انسانی حقوق کا پاسباں اور علمبردار ہے اور خاص طور پر کمزور طبقات کے حقوق کی حفاظت میں اسے سبقت حاصل ہے۔ ●●

ایک نئی عالمی جنگ کی آہٹ / ہنری کسنجر

◎

امریکہ کے سابق صدر رچرڈ نکسن کے دور کے قومی سلامتی مشیر (National Security Advisor) اور خارجہ سکریٹری ہنری کسنجر نے حالیہ دنوں میں دنیا میں اور خاص طور پر مشرق وسطی میں کیا ہو رہا ہے اس سے متعلق ایک قابل ذکر انکشاف آج سے چھ سال پہلے کیا تھا۔ ہنری کسنجر، جو کہ بین الاقوامی حکمت عملیوں اور تدابیر کے سب سے زیادہ مشہور باحیات افسانوی کردار ہیں۔ ہنری کسنجر ویت نام جنگ اور صلح کے لیے مشہور ہیں، اسی بنا پر انھیں 1973 میں نوبل انعام دیا گیا، لیکن نوبل انعام کمیٹی کے دو ممبران کے احتجاج میں استعفیٰ دیے جانے سے یہ انعام تنازع کا شکار ہوگیا تھا۔

اپنے پرتعیش نیو یارک کے مین ہٹن علاقے میں واقع اپارٹمنٹ سے بات کرتے ہوئے، معمر سیاستداں اور سابق امریکی وزیر خارجہ کسنجر نے، جو کہ فی الحال سو کی دہائی میں چل رہے ہیں، ۲۰۱۱ میں عالمی جغرافیائی سیاست اور معاشیات کی موجودہ صورت حال سے متعلق دو ٹوک اور آئندہ آنے والے حالات کا تجزیہ پیش کیا تھا۔ یہ تجزیہ انھوں نے 27 نومبر 2011ء کو نامہ نگار الفریڈ ہینز (Alfred Heinz) کو انٹرویو دیتے وقت کیا تھا۔ حالیہ مسلم اور دیگر ممالک کی باہمی کشیدگی اور مشرق وسطی کی دھماکہ خیز صورت حال کسنجر کے مخصوص انداز اور لب ولہجے میں کی گئی جنگی وسیاسی پیشن گوئیوں اور انکشافات کو صحیح ثابت کرتی محسوس ہوتی ہیں۔

واضح رہے کہ سابق ہنری کسنجر کے والد کا نام بھی حیرت انگیز طور سے ہینز الفریڈ ہے جو ایک جرمن یہودی تھا اور ہٹلر کے مظالم سے تنگ آکر 1938ء میں وہاں سے اپنے خاندان کے ساتھ امریکہ منتقل ہوگیا تھا۔

ترتیب وترجمہ: مرزا انوار الحق بیگ

سابق امریکی وزیر خارجہ ہنری کسنجر نے انٹرویو میں کہا تھا 'امریکہ نے چین اور روس کو شکار کے لیے اکسایا ہے، اور تابوت میں آخری کیل ایران ہوگا، جو کہ بلاشبہ اسرائیل کا بنیادی ہدف ہے۔ ہم نے انھیں ایک ایسا لالچ دیا ہے جس میں چین اپنی فوجی طاقت میں اضافہ کرے گا اور روس اپنی کھوئی ہوئی سوویت طاقت کو بحال کرنے میں لگ جائے گا۔ جو ان کے اندر ایک جھوٹا تفاخر اور بہادری کا احساس پیدا کردے گا۔ یہ سب مل کر ان کے لئے فوری خاتمے کا سبب بن جائے گا۔ ہم اس شارپ شوٹرس کی طرح ہیں جو اناڑیوں کو ہاتھ میں بندوق اٹھانے کے لئے اکساتے ہیں اور جب وہ جرأت کر لیتے ہیں تو یہ ان کے لئے ایک غیر متوقع ہلاکت خیز آفت ثابت ہوتی ہے۔ آئندہ آنے والی جنگ اتنی شدید ہوگی کہ جس میں صرف ایک ہی عالمی طاقت جیت سکتی ہے۔ لوگو! وہ جیتنے والی طاقت ہم ہیں۔ اسی لیے یورپین یونین نے اس قدر جلد بازی میں ایک مکمل ممالک کا اتحاد (superstate) تشکیل دیا ہے، وہ جانتے ہیں کہ مستقبل میں کیا ہونے جا رہا ہے۔ اور زندہ رہنے کے لئے یورپ کو ایک کامل ہم آہنگ ریاست بننا ہوگا۔ ان کی عجلت صاف ظاہر کررہی ہے کہ وہ بہت اچھی طرح سے اس چیز کا ادراک رکھتے ہیں کہ ہمیں ایک بڑا فیصلہ کن محاذ یا تصادم درپیش ہے۔ اوہو! میں نے یہ لذت انگیز خواب کس طرح دیکھ لیا''۔

اس نے کہا کہ تیل پر قبضہ کرو تو آپ قوموں کو کنٹرول کرلوگے، خوراک پر قبضہ کرو تو آپ عوام کو کنٹرول کرلوگے۔ سابق امریکی وزیر خارجہ ہنری کسنجر نے پھر کہا کہ ''اگر آپ ایک عام آدمی ہو تو آپ اپنے آپ کو دیہی علاقوں میں منتقل کرکے اور ایک فارم ہاؤس تعمیر کرکے، جنگ کے لئے تیار کرسکتے ہو، لیکن وہاں آپ کو اپنے ساتھ بندوقیں لینی ہوں گی کیونکہ بھوکی بھیڑ وہاں گھوم رہی ہوگی۔ اس کے علاوہ، گرچہ خواص کے اپنے محفوظ ٹھکانے اور مخصوص پناہ گاہیں ہوں گی، لیکن جنگ کے دوران انھیں بھی عام شہریوں کی طرح ہوشیار رہنا ہوگا کیونکہ ان کی پناہ گاہیں بھی خطروں کی زد میں آسکتی ہیں''۔

دوران انٹرویو چند لمحے وقفہ کے بعد ہنری کسنجر نے اپنے خیالات کا اظہار جاری رکھا: ''ہم نے اپنی فوج کو کہا تھا کہ ہمیں مشرق وسطی کے سات ممالک پر ان کے وسائل کی وجہ سے قبضہ کرنا ہے، انھوں نے تقریباً اپنا کام مکمل کردیا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ میری فوج سے متعلق کیا سوچ ہے، لیکن مجھے یہاں کہنا چاہیے کہ اس معاملے میں انھوں نے احکام پر بجا آوری میں ضرورت سے زیادہ مستعدی دکھائی ہے۔ صرف اب اتنا کرنا ہے کہ آخری پتھر رکھنا ہے، جو کہ ایران ہے، اور جو حقیقت میں ہمارے موافق امکانی تبدیلیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ کب تک چین اور روس ایک طرف کھڑے خاموش امریکہ کو تنہا دولت بٹورتے دیکھ سکتے ہیں؟

عظیم روسی ریچھ اور چینی درانتی کو نیند سے جگا دیا جائے گا، اور وہ وقت ہوگا جب اسرائیل اپنی پوری قوت اور ہتھیاروں کے ساتھ عربوں پر حملہ آور ہوگا اور جس قدر ممکن ہوسکا عربوں کا قتل عام کرے گا اور ان کا خاتمہ کردے گا۔ امید کے مطابق اگر سب کچھ ٹھیک ہوا تو نصف مشرق وسطی اسرائیل کا ہو جائے گا۔ ہمارے نوجوانوں کو گزشتہ دہائی سے اسی کام کے لئے اچھی طرح ٹرینڈ کیا گیا اور اسی طرح جنگی ویڈیو کنسول کھیلوں کے ذریعے بھی تربیت دی گئی۔ جدید فرض کی پکار وارفیئر 3 کھیل (Call of Duty Modern Warfare 3 game) دلچسپی سے پر ہے، کیونکہ اس کھیل کی پیشن گویائی پروگرامنگ بالکل اسی چیز کا عکس ہے جو کچھ مستقبل قریب میں ہونے والا ہے۔ امریکہ اور مغرب میں آباد ہمارے نوجوان بالکل تیار ہیں کیونکہ ان کی پروگرامنگ ایک اچھے سپاہی اور توپچی بننے کے لیے کی گئی ہے۔ اور جب ہمارے نوجوانوں کو حکم دیا جائے گا سڑکوں پر نکل آؤ اور ان جنونی اور پاگل روسیوں اور چینیوں (crazy Chins and Russkies) سے مقابلہ کرو، تو وہ حکم بجا لائیں گے۔ راکھ میں سے ہم ایک نئے معاشرے اور ایک نئے عالمی نظام کی تشکیل کریں گے، جس میں صرف ایک ہی عالمی طاقت ہوگی، اور جو ایک عالمی حکومت ہوگی، اور جیت اسی کی ہوگی۔ مت بھولیے کہ امریکہ کے پاس سب سے بہترین ہتھیار ہیں، ہمارے پاس وہ سامان ہیں جو کسی بھی قوم کے پاس نہیں، اور ہم ان ہتھیاروں کو دنیا کے سامنے تب متعارف کرائیں گے جب صحیح وقت آئے گا۔

اس مختصر سے انٹرویو کے فوراً بعد نامہ

اُمت سے اتحاد واتفاق اور اجتماعیت کا تقاضا

شیخ مقبول احمد، ہبلی (کرناٹک)

دنیا میں عید منانے کی روایت اتنی ہی قدیم ہے جتنی انسانی تاریخ۔ قدیم اقوام کی تاریخ میں ہمیں عید کا ذکر ملتا ہے۔ عید کیا ہے؟ عام طور پر خوشی کے وہ لمحات جو کسی معاشرہ کے افراد مل جل کر ایک ساتھ گزارتے یا مناتے ہیں عید کہلاتی ہے۔ کسی اہم چیز، انعام یا نعمت کو پاکر خوش ہونا اور اپنی اس خوشی میں اپنے رشتہ داروں، دوست واحباب اور جان پہچان والوں کو شریک کرنا انسان کی سرشت میں شامل ہے۔ عید کے لغوی معنی لوٹنے اور بار بار آنے کے ہیں۔ اور اصطلاحاً عید اُن ایام کو کہا جاتا ہے جس میں کسی قوم یا ملت کے سارے لوگ اجتماعی طور پر خوشی مناتے ہیں۔ ہم یعنی مسلمان ہر سال دو عیدیں مناتے ہیں۔ اپنی اپنی عمر کے لحاظ سے ہم نے اب تک شعوری اور لاشعوری طور پر کئی عیدیں منائی ہیں۔ ہم عید تو مناتے ہیں مگر اس کی اہمیت، مقصد اور اس کے پیغام کو جاننے اور سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ عید الفطر دنیا کے سارے مسلمان ایک ساتھ رمضان المبارک کے مہینہ کے ۲۹ یا ۳۰ روزہ رکھنے کے بعد مناتے ہیں۔ یہ مہینہ ہمارے لئے سالانہ تربیتی پروگرام کی اہمیت رکھتا ہے، تاکہ سال کے باقی گیارہ مہینوں میں ہم ایمان ویقین اور تقویٰ کی روِش پر قائم رہ سکیں۔ عید الفطر میں انفرادی طور پر ہر مسلمان اور اجتماعی طور پر ساری ملت کے لئے کئی اہم پیغامات ہیں۔

نزول قرآن کا مقصد انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی ہے۔ اللہ نے قرآن مجید پر غور وفکر اور تدبیر کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اس کی تعلیمات کو سمجھنے کے بعد اپنی زندگی کا ہر انفرادی اور اجتماعی فیصلہ اس کی تعلیمات واحکامات کے مطابق کرنے کی تاکید کی ہے۔ قرآن سے ہدایت اور رہنمائی حاصل کرنے کی لازمی شرط تقویٰ ہے، جسے قرآن کے بالکل ابتدائی آیات میں بتادیا گیا۔ یہ اللہ کی کتاب ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ ہدایت ہے ان متقیوں کے لئے (البقرہ۔۳)۔ ویسے قرآن سارے انسانوں کے لئے ہدایت (ہدیٰ للناس) ہے مگر اس سے ہدایت حاصل کرنے کے لئے تقویٰ کا ہونا ازحد ضروری ہے۔ تقویٰ کے بغیر اس کتاب سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا جاسکتا۔ اس کے لئے اشد ضروری ہے کہ قرآن کو ترجمہ کے ساتھ سمجھ کر پڑھا جائے اور اس کی آیات پر غور کیا جائے۔

قرآن کی عظیم نعمت عطا کئے جانے پر اللہ نے اہل ایمان سے دو چیزوں کا مطالبہ کیا ہے۔ اول اللہ کی کبریائی کا اظہار واعتراف اور اعلان کرنا، دوم ہدایت الٰہی کے احسان عظیم کے عطا ہونے پر اللہ کا شکر گزار بننا۔ ''اور جس ہدایت سے اللہ نے تمہیں سرفراز کیا ہے اس پر اللہ کی کبریائی کا اظہار واعتراف کرو اور شکر گذار بنو'' (سورۃ البقرہ۔۱۸۵)۔ دنیا کے سارے مسلمان عید کے روز تکبیر با آواز بلند پڑھتے ہوئے اللہ کی کبریائی کا اعلان و اعتراف کرتے ہیں۔ دو رکعت نماز عید ادا کرکے اُس کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اُس کی حمد وثنا کرتے ہیں۔ اُس کی تعریف کے گُن گاتے ہیں۔ دنیا میں بیشمار طاغوت انسان پر اپنی بڑائی اور کبریائی کا سکہ بٹھانا چاہتے ہیں۔ انسان کا اپنا نفس، اس کے والدین، بیوی بچے، سماج، قوم، ملک، مذہبی ٹھیکیدار، سیاسی لیڈر، مال ودولت، عزت وشہرت اور کرسی واقتدار یہ وہ ساری چیزیں ہیں جو انسان کے دل اور اس کی ذات پر اپنی بڑائی کی چھاپ بٹھانے میں ہمہ تن اور ہمہ وقت مصروف رہتی ہیں اور اللہ کی کبرائی کے مدمقابل رکاوٹ بنتے ہیں۔ روزے کے ذریعے اہل ایمان میں وہ ایمانی اور اخلاقی قوت پیدا ہوجاتی ہے جو اسے تمام طاغوتوں اور بتوں کے طوق اپنی گردن سے اتار پھینکنے کے قابل بناتی اور صرف ایک اللہ کی کبرایائی تسلیم کرنے اس کا اظہار کرنے اور اس کی سربلندی کے لئے بندۂ مومن کو تیار کرتی ہے۔ اللہ کی سب سے بڑی نعمت، نعمت قرآن اللہ کی جانب سے عطا کئے جانے پر اللہ کا شکر ادا کرنا ہر صاحب ایمان پر لازم ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ رمضان المبارک صبر وغم گساری اور ہمدردی کا مہینہ ہے۔ عید کے مفہوم کو ہم نے لذیذ کھانوں اور قیمتی کپڑوں میں قید کردیا ہے۔ جبکہ عید سعید کی حقیقی مسرتیں غربا سے ہمدردی اور غم گساری میں پوشیدہ ہیں۔ صدیوں کے زوال اور انحطاط کے بعد امت مسلمہ کی عیدین میں وہ روح باقی نہیں رہی جو دور رسالت مآب ﷺ، دور خلافتِ راشدہ اور اسکے قریبی ادوار میں نظر آتی ہے۔ عید کا صحیح، وسیع اور واضح تصور وقت کے ساتھ دھندلا پڑتا جا رہا ہے۔ آج ہم اپنے مسلم معاشرے کا جائزہ لیں تو یہ جذبۂ ایثار وقربانی، ہمدردی وغمگساری اور حقوق العباد کی ادائیگی نہیں نظر آتی ہے۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ افطار کی بڑی بڑی دعوتوں میں صرف اپنے ہم رتبہ اور امیر لوگوں کو بلایا جاتا ہے اور غریب رشتہ داروں اور پڑوسیوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے جب کہ غریب اشتہ دار، پڑوسی، مسکین، سائل اور محروم ناصرف اس کے زیادہ مستحق ہیں بلکہ ہمارے مالوں میں اللہ کی جانب سے عطا کردہ ان کا حق ہے۔ اللہ کا فرمان ہے۔ "اور اہل ایمان کے مالوں میں سائل اور محروم کا حق ہے۔" (الذٰریٰت۔۱۹) یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ سب سے بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے اور سب سے بہترین کھانا وہ ہے جس میں یتیم و مسکین، سائل ومحروم اور غریب رشتہ دار کا حصہ نکالا جائے۔

اسلام کے سارے اصول، احکامات، فرائض اور عبادات حکمت سے لبریز ہیں۔ عبادات میں ان کا سب سے اہم پہلو اجتمائیت کا ہے۔ نماز، روزہ، قربانی اور حج۔ یہ ساری عبادات ایک جانب فرد کی انفرادی تربیت کرتی ہیں تو دوسری جانب اسلامی معاشرہ کے تمام افراد کو اجتماعیت کی لڑی میں پروتی ہیں اور ان میں اتحاد واتفاق کی روح کو پروان چڑھاتی ہیں۔ فرض نماز جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کرنا لازم ہے، فرض روزے رمضان میں دنیا کے سارے مسلمانوں کا ایک ساتھ رکھنا ضروری ہے۔ قربانی عید الضحیٰ کے موقع پر سب کو ایک ساتھ اور ایام حج میں ساری دنیا کے مسلمانوں کو ایک ساتھ حج ادا کرنے کا حکم ہے۔ اسی طرح نماز عید شہر اور اس کے مضافات میں رہنے والے تمام مسلمانوں کو ایک بڑے میدان یا عیدگاہ میں جمع ہو کر ادا کرنا ضروری ہے۔ اس میں اجتماعیت، اتحاد واتفاق کی روح پیدا کرنے کے ساتھ یہ حکمت بھی پوشید ہے کہ لوگوں کے دلوں میں ملّی اتحاد واتفاق کا رعب ودبدبہ قائم ہو۔ دیگر اقوام پر ملت کی اجتماعیت کی دھاک بیٹھے۔ ہم عید کے روز عیدگاہ اور مساجد میں ہر ایک سے ہاتھ ملاتے اور گلے ملتے ہیں مگر ہمارے دل نہیں ملتے۔ مسلک اور مکتب فکر کی بنیاد پر ہماری مساجد تک بٹ چکی ہیں۔

قرآن مجید میں اہل ایمان کو اس بات کا تاکیدی حکم دیا گیا کہ سب مل کر اللہ کی رسی یعنی قرآن کو مضبوطی سے پکڑلیں اور تفرقہ میں نہ پڑیں مگر ملت نے قرآن سے اپنے تعلق کو توڑ لیا اور تفرقہ کا شکار ہوگئی۔ آج دنیا کی کل آبادی

بے دین اور اسلام دشمن فوج کو مسلط کردیا ہے۔ دوسری طرف عرب ممالک کے حکمران اسرائیل کے یہودی حکمران کے دوست بن بیٹھے ہیں۔ حجۃ الوداع کے موقع پر جب قرآن کی آخری آیت ''الیوم اکملت لکم دینکم۔۔الخ'' نازل ہوئی تھی تو نبی کریم ﷺ نے اللہ کو گواہ بناکر فرمایا تھا ''اے اللہ تو گواہ رہنا میں نے تیرا دین تیرے بندوں

ساڑھے چھ (6.5) ارب سے متجاوز ہوچکی ہے اور دنیا کی مسلم آبادی ایک ارب پچاس کروڑ سے زیادہ ہے۔ اس طرح دنیا کا ہر پانچواں آدمی مسلمان ہے۔ آج دنیا کے نقشے پر مسلم اکثریت کے چالیس (40) ممالک ایسے ہیں جن میں 90 سے 100 فیصد آبادی مسلمانوں کی ہے اور بارہ (12) ممالک کی مسلم آبادی 80 سے 90 فیصد ہے۔ ان تمام 52 ممالک میں مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہیں لیکن اس کے باوجود دنیا میں ہماری کوئی وقعت نہیں، ہماری ہوا اُکھڑ چکی ہے۔ ●●

(موبائل: 08123870595)

دعوت

چیف ایڈیٹر: پرواز رحمانی

ایڈیٹر: شفیق الرحمن

سینئر سب ایڈیٹر محمد صبغۃ اللہ ندوی

سب ایڈیٹرس:
عمیر کوٹی ندوی، اشرف علی بستوی

دفتر سہ روزہ دعوت کے فون وموبائل نمبر

سرکولیشن :	011-26949539
	09818799113
اشتہارات :	09818799113
انتظامی اُمور :	011-26958816
	09818799113
ادارتی اُمور :	011-26987147
مالیات :	09818799113

اوقاتِ کار

۹ بجے صبح تا شام ۵ بجے برائے شعبۂ انتظامیہ
۹ بجے صبح تا شام ۴ بجے برائے شعبۂ ادارت
وقفہ 12.45 تا 2.00 بجے دوپہر
ہفتہ واری تعطیل: بروز اتوار